مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ بناتِ اہلسنّت سرگودھا

جلد نمبر 7 | مارچ 2016 | شمارہ 3

مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

نظام تعلیم کا جائزہ

خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

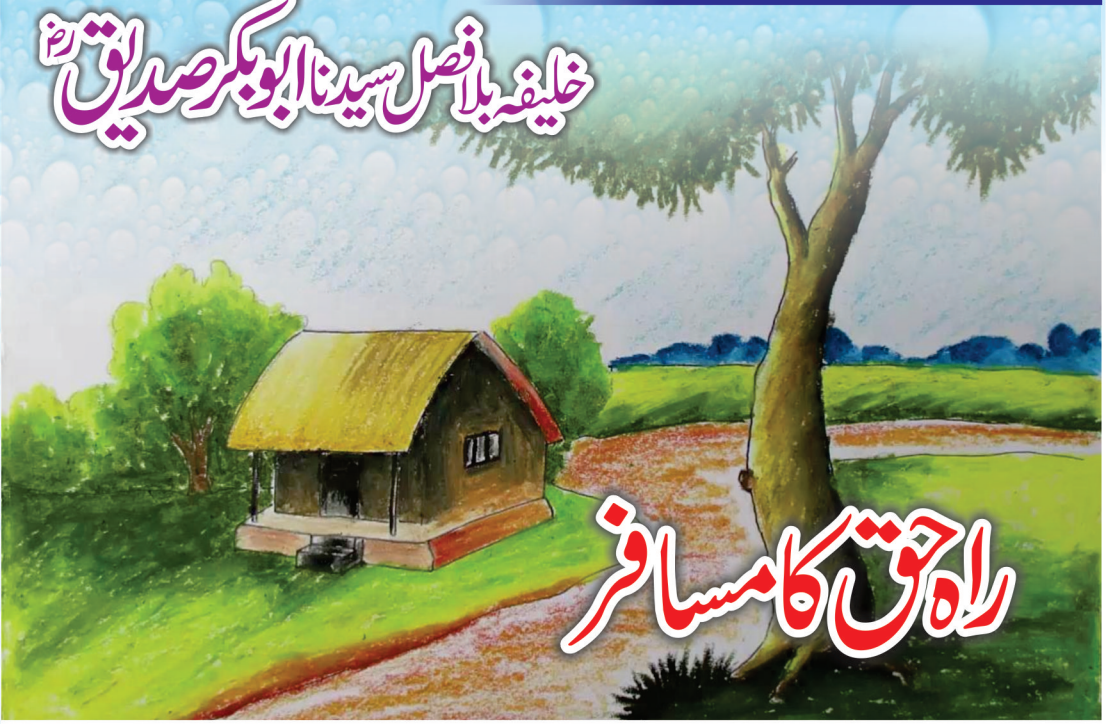

راہ حق کا مسافر

ناشر
مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
www.ahnafmedia.com

مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ

بناتِ اہلسنّت

سرگودھا

جلد نمبر 7 | مارچ 2016 | شمارہ نمبر 3

مدیر

مولانا محمد الیاس گھمن

معاون مدیر

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

خط و کتابت کا پتہ

دفتر رسائل و جرائد

مرکز اہل السنّت والجماعت

87 جنوبی سرگودھا

mag@ahnafmedia.com

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر.....سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر.....سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر.....سالانہ

آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے

www.ahnafmedia.com

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ

زرتعاون سالانہ 300 روپے

سرکولیشن منیجر

0332-6311808

صبح 8 تا 4 بجے شام

WhatsApp

+923062251253

ناشر مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

فہرست

راہ حق کا مسافر 7
اداریہ
رحمتِ عالم ﷺ اور حُسنِ معاشرت 9
محمد حشمت
مسلم تاجر برادری کے لیے لمحہ فکریہ !.....13
نعیم خان
نظامِ تعلیم کا جائزہ.....15
مولانا محمد مبشر بدر
ہاں میں ایک بیٹی ہوں ! 19
سعدیہ خانم
خلیفہ بلا فصل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ.....22
اقراء سحر
اللہ والوں کی صحبت 38
کاشف الرحمان
میرے اکابر 40
راؤ فہد ارشاد
آہوں کا رستا لہو.....46
اشرف عاصمی
اصحاب الاُخدُود کون تھے ؟ 53
مہتاب بشیر کشمیری

درسِ قرآن

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِن تَجۡتَنِبُوا كَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنكُمۡ سَيِّـَٔاتِكُمۡ وَنُدۡخِلۡكُم مُّدۡخَلًا كَرِيمًا۔ (سورۃ النساء آیت نمبر 31)

کبیرہ گناہ بعض کے نزدیک وہ گناہ ہیں جن پر حد مقرر ہے، بعض کے نزدیک وہ گناہ جس پر قرآن میں یا حدیث میں سخت وعید یا لعنت آئی ہے، یا جس پر عذاب قبر یا جہنم کی وعید ذکر کی گئی ہو۔ بعض کہتے ہیں ہر وہ کام جس سے اللہ نے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تحریم کے روکا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بات بھی کسی گناہ میں پائی جائے تو کبیرہ ہے۔ صغیرہ گناہوں پر اصرار ومداومت بھی صغیرہ گناہوں کو کبائر بنادیتی ہے۔

امام ابن حجر مکی نے اپنی کتاب الزواجر میں ان تمام گناہوں کی فہرست اور ہر ایک کی مکمل تشریح ذکر کی ہے۔

رسول کریم نے مختلف مقامات پر بہت سے گناہوں کا کبیرہ ہونا ذکر فرمایا ہے کہیں تین، کہیں چھ، کہیں سات کہیں اس سے بھی زیادہ۔

جو مسلمان کبیرہ گناہوں مثلاً شرک، حقوق والدین، جھوٹ وغیرہ سے اجتناب کرے گا، تو ہم اس کے صغیرہ گناہ معاف کر دیں گے۔ سورہ نجم میں بھی یہ مضمون بیان کیا گیا ہے البتہ وہاں کبائر کے ساتھ فواحش (بے حیائی کے کاموں) سے اجتناب کو بھی صغیرہ گناہوں کی معافی کے لئے ضروی قرار دیا گیا ہے علاوہ ازیں ہے اسی طرح اجتناب کبائر کے ساتھ احکام و فرائض اسلام کی پابندی اور اعمال صالحہ کا اہتمام بھی نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالی ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ فرمائے۔

www.ahnafmedia.com

درسِ حدیث

عن انس رضی اللہ عنہ قال سئل رسول اللہ ﷺ عن الکبائر قال الاشراك باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس وشھادۃ الزور۔

(بخاری و مسلم)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کبیرہ گناہوں کے بارے میں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی، کسی کو ناحق قتل کرنا، جھوٹی گواہی دینا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا، ناحق قتل، جادو، سود کھانا، رشوت لینا، یتیم کا مال کھانا، جہاد سے بھاگ جانا، پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، زنا، لواطت وغیرہ۔ گناہ کبیرہ پر توبہ کرنا لازم ہے اور توبہ کا خلاصہ یہ ہے کہ پچھلے گناہ پر ندامت، آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم وارادہ اور اس گناہ سے جو نقصان ہوا ہے اس کی تلافی کرنا مثلاً اگر نماز رہ گئی ہو تو اس کی قضا اور کسی کا چھینا ہوا مال واپس کرنا، کسی کو گالی دی ہو تو اسے معاف کروانا۔

گناہ کبیرہ کی معافی کی تین صورتیں ہیں:۔ توبہ، شفاعت، محض فضل خدا، جس گناہ گار مسلمان کو (العیاذ باللہ) کوئی صورت حاصل نہ ہوئی۔ تو وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر بالآخر جنت میں جائے گا۔ یہ سزا دنیا میں کسی بیماری یا مصیبت کی صورت میں اور برزخ میں عذاب قبر کی صورت اور آخرت میں عذاب نار کی صورت میں ہر طرح ہو سکتی ہے۔ گناہ صغیرہ پر اصرار بھی کبیرہ ہو جاتا ہے۔

www.ahnafmedia.com

دربار میں حاضر ہے!!

مفتی محمد تقی عثمانی

دربار میں حاضر ہے اک بندہ آوارہ
"سرگشتہ و درماندہ' بے ہمت و ناکارہ

وارفتہ و سرگرداں بے مایہ و بے چارہ
شیطان ستم خوردہ اس نفس کا دکھیارہ

ہر سمت غفلت کا چھائے ہوئے اندھیارہ
آج اپنی خطائوں کا لادے ہوئے پشتارہ

دربار میں حاضر ہے اک بندہ آوارہ
آیا ہوں تیرے در پہ خاموش نوا لے کر

نیکی سے تہی دامن انبار خطا لے کر
لیکن تیری چوکھٹ سے امید سخا لے کر

اعمال کی ظلمت میں توبہ کی نیاء لے کر
سینے میں تلاطم ہے' دل شرم سے صدپارہ
دربار میں حاضر ہے اک بندہ آوارہ

www.ahnafmedia.com

فلک سے برستی عطاؤں میں گم ہوں!!

مفتی محمد تقی عثمانی

حرم کی مقدس فضاؤں میں گم ہوں
میں جنت کی ٹھنڈی ہواؤں میں گم ہوں
میں بے گانہ ہو کر ہر اک ماسوا سے
بس اک آشنا کی وفاؤں میں گم ہوں
زبانیں جہاں گنگ ہیں لفظ ششدر
تحیر کی ایسی فضاؤں میں گم ہوں
میں کعبے کے بے آب و رنگ پتھروں سے
کرم کی امڈتی گھٹاؤں میں گم ہوں
کبھی سنگ اسود کی کرنوں سے حیراں
کبھی ملتزم کی دعاؤں میں گم ہوں
مقفل ہیں در لٹ رہے ہیں خزانے
عطا کی نرالی اداؤں میں گم ہوں
ہر اک دل سے ظلمت کے در چھٹ رہے ہیں
غلاف سیاہ کی ضیاؤں میں گم ہوں
جو میرے گناہوں کو بھی دھو رہی ہیں
میں رحمت کی ان انتہاؤں میں گم ہوں
یہ میزاب رحمت پہ پر درد نالے
فلک سے برستی عطاؤں میں گم ہوں

www.ahnafmedia.com

راہ حق کا مسافر

اداریہ

اسلام تو نازل ہی اس لیے ہوا کہ اس نے ہر سو پھیلنا ہے، باقی ادیان پر دلائل کی قوت سے غالب ہونا ہے، تا قیامت رہنا ہے۔ یہ خداوند قدوس کا پسندیدہ دین ہے اس میں ساری انسانیت کی دنیاوی اور اخروی کامیابیاں ہیں۔ یہ خدا کی وہ امانت ہے جو خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کڑے اور تلخ حالات میں امت تک دیانت بلکہ حق دیانت کے ساتھ باکمال پہنچائی جب جہالت، ضد، انا اور خواہشات کے بتوں کو پوجنے والے کسی کی نہیں سنتے تھے۔

پھر دین کی اسی دعوت کو لے کر امت کے جلیل القدر طبقات صحابہ و اہل بیت، تابعین و تبع تابعین، فقہاء، محدثین، مفسرین اور اولیاء اللہ لے کر چلے۔

دعوت کا یہ عمل حالات کے مدوجزر کے مطابق اپنے آپ کو برقرار رکھتے ہوئے بلا تعطل پوری آب و تاب کے ساتھ مسلسل آگے بڑھتا رہا۔ اس نے اپنے داعیوں کی تربیت تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کی بنیادوں پر کی۔

یعنی باہم حق بات کی تلقین کو مسلسل دہراتے رہنا تاکہ تمہارا ایمان و ایقان پختگی کے اعلیٰ درجے کو پہنچ جائے۔ اور اگر حالات ناموافق آجائیں تو دل برداشتہ ہو کر اسلام کے دامن عافیت سے ہاتھ نہیں کھینچنا بلکہ خدائے حکیم و خبیر کے حکم صبر پر لبیک کہتے رہنا۔

پچھلی صدی عیسوی میں دین اسلام کی اشاعت کو جو انتظامی طور پر منظم شکل دی گئی وہ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمہ اللہ بانی تبلیغی جماعت کی فراست ایمانیہ کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا کے تمام خطوں میں بسنے والے انسانوں تک اسلام کا پر امن اور دنیا

www.ahnafmedia.com

و آخرت کی کامیابیوں پر منحصر نظام سامنے آچکا ہے۔

برصغیر میں تبلیغ دین کا عمل نسبتاً یورپ کے آسان ہے کیونکہ یہاں کے لوگوں پر اکابر علماء اہل السنت والجماعت کی علمی، عملی، روحانی، اخلاقی اور فکری تربیت زیادہ رہی ہے۔ آج کے اس دور میں جب یورپ کا نام سنتے ہیں فحاشی، عریانی، بے حیائی، بے لباسی، بے شرمی اور فکری آوارگی کا تصور ابھر کر ذہن کو پراگندہ کر دیتا ہے ایسے دور میں یورپ میں اسلام کی دعوت انتہائی جان جوکھوں کا کام ہے۔ ان حالات میں اللہ کریم نے اپنے جس عظیم ولی کا انتخاب کیا دنیا اسے حافظ محمد پٹیل رحمہ اللہ کے نام سے جانتی ہے۔

آپ 1962ء میں انڈیا سے دل میں ایک درد، کڑھن، جذبہ لے کر یورپ میں تشریف لائے۔ آپ نے اس عرصے میں یہاں کے کئی بڑے بڑے دینی مراکز قائم کیے۔ کئی مساجد بنوائیں، خلق خدا کی کثیر تعداد کو تبلیغ جیسی عظیم محنت سے وابستہ کیا۔ ہزاروں لوگوں کی دل کی دنیا بدلی۔ ان کو یورپ کی غلاظتوں سے پاک کر کے اسلام کے پاکیزہ ماحول سے متعارف کرایا۔ کئی لوگوں کو دولت ایمان سے مالا مال فرمایا۔ اور یہاں کے باسیوں کو دین حق کی حقیقت سے آشنا کرایا۔ ساری زندگی اللہ کے لیے وقف کی حالات کے تیکھے اور تند و تیز جھکڑ چلے۔ فحاشی و عریانی، بے راہ روی کے منہ زور سیلاب آئے۔ لیکن آپ نے نہ صرف یہ کہ وہاں کے لوگوں کو اس سے بچایا۔ بلکہ ان میں ایسی روح پھونکی کہ وہ دوسروں کو بچانے والے بن گئے۔

جس ذات کی محبت، قربت، معیت، وصل اور رضا کے حصول کے لیے آپ نے زندگی بھر تکالیف و مصائب کا سامنا کیا۔ مشکلات جھیلیں بالآخر اسی کے آغوش رحمت میں جا کر ڈیرے لگا لیے۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را!!

www.ahnafmedia.com

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حُسنِ معاشرت

محمد حشمت

ایام جاہلیت کی اس سے بہتر تصویر کوئی بڑے سے بڑا مصور، ادیب اور مؤرخ نہیں کھینچ سکتا۔ اس دور میں اخلاقی انحطاط انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ بت پرستی اخلاقی جرائم، شراب نوشی، قمار بازی، ظلم و استبداد اور معاشی استحصال اس دور کی اہم خصوصیات تھیں۔

باپ اپنی نوزائیدہ بچی کو زندہ در گور کر دیا کرتا تھا انسان انسانیت کو خاق میں ملا رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انسان جہالت کی وجہ اپنی پوری نسل کو زندہ دفن کرنا چاہتا تھا۔ اس صورت حال کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تمثیل کے ذریعہ اس طرح بیان فرمایا ہے۔ "میری دعوت وہدایت کی مثال جس کے ساتھ مجھے دنیا میں بھیجا گیا ہے ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی جب اس کی روشنی گردو پیش میں پھیلی تو وہ پروانے اور کیڑے جو آگ پر گرا کرتے تھے ہر طرف سے امنڈ کر اس میں کودنے لگے۔

اسی طرح سے تم آگ میں گرنا اور کودنا چاہتے ہو اور میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر تم کو اس سے بچاتا اور علیٰحدہ کرتا ہوں"۔ (صحیح بخاری و مشکوٰۃ)

آپ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آپ نے دنیا کو عقیدہ توحید کی نعمت عطا فرمائی اور دوسرا انقلاب آفریں اور عظیم احسان وحدت انسانی کا وہ تصور ہے جو آپ نے دنیا کو عطا کیا۔ انسان قوموں اور برادریوں، ذات پات اور اعلیٰ و ادنیٰ طبقوں میں بٹا ہوا تھا اور ان کے درمیان انسانوں اور جانوروں آقاؤں اور غلاموں اور عبد و معبود کا فرق تھا۔ وحدت و مساوات کا کوئی تصور نہ تھا۔

www.ahnafmedia.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نوع انسانی پر تیسرا عظیم احسان احترام انسانیت اور انسان کی قدر و قیمت کا وہ اسلامی تصور ہے جو آپ کا عطیہ اور اسلام کا تحفہ ہے۔ اسلام کا ظہور جس زمانہ میں ہوا اس زمانے میں انسانی وجود بالکل بے قیمت بے حقیقت ہو کر رہ گیا تھا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کے دل و دماغ پر یہ نقش بٹھا دیا کہ انسان اس کائنات کا سب سے زیادہ قیمتی، قابل احترام، لائق محبت اور مستحق حفاظت موجود ہے۔ آپ نے انسان کا پایہ اتنا بلند کیا کہ اس سے اوپر صرف خالق کائنات کی ہستی باقی رہ جاتی ہے۔

رحمت عالم، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرت میں جو اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا اس کے متعلق بے شمار احادیث مبارکہ منقول ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بڑھ کر وسیع القلب گفتگو میں سچے نرم طبیعت والے اور ذرہ نواز تھے۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے پھر پورا واقعہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو میرے والد ماجد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سواری پر کپڑا بچھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب لے آئے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے تو والد محترم نے فرمایا اے قیس! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاؤ۔ میں ساتھ ہو لیا۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم بھی میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ میں نے از راہِ ادب انکار کیا تو پھر فرمایا کہ میرے ساتھ سوار ہو جاؤ یا پھر واپس ہو جاؤ۔ چنانچہ میں مجبوراً واپس لوٹ گیا۔

www.ahnafmedia.com

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے بھی نفرت نہ فرماتے تھے بلکہ تالیف قلب فرمایا کرتے تھے۔ ہر قوم کے معزز افراد کا اکرام فرماتے اور ایسے اشخاص کو ان پر حاکم مقرر فرماتے۔ لوگوں کو خوفِ خدا سے ڈراتے عام لوگوں کی صحبت سے پرہیز فرماتے لیکن کسی کے ساتھ بد اخلاقی کے ساتھ پیش نہ آتے۔

اپنے اصحاب کے یہاں تشریف لے جاتے اور محفل میں شریک ہر شخص کو اس کی شان کے مطابق نوازتے۔ لوگوں سے آپ ایسا معاملہ فرماتے کہ شمع رسالت کا ہر پروانہ یہی گمان کرتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی نظر کرم میری ہی جانب ہے۔ جب کسی کو اپنے پاس بٹھاتے یا کوئی شخص اپنی حاجت لے کر آتا تو آپ اس وقت تک وہیں ٹھہرے رہتے جب تک وہ شخص خود اجازت حاصل نہ کرتا اگر کوئی حاجت پیش کرتا تو اسے خالی ہاتھ نہ لوٹاتے کچھ بھی میسر نہ ہوتا تو دل نواز سخن سے مالامال فرمادیتے۔ ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف توصیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پھول کی مانند کھلے رہتے خوش اخلاق اور نرم خو تھے بد اخلاق اور سنگدل، بازاروں میں آواز بلند کرنا، گالی گلوچ چاپلوسی اہل عرب میں عام تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام چیزوں سے تاحیات پاک رہے۔ جس چیز کی ضرورت نہ ہوتی اس کی جانب توجہ نہ فرماتے، کوئی طلبگار اس بارگاہِ بیکس پناہ سے مایوس نہ لوٹتا تھا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے"

اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کرتا تو قبول فرمالیتے ہدیہ اگرچہ کوئی کتنا ہی دیتا قبول فرمالیتے اور اس کے بدلے ہدیہ سے نوازتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

www.ahnafmedia.com

علیہ وسلم سے بہتر کسی کا اخلاق نہیں تھا کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یا اہل بیت میں سے کسی نے بلایا تو فوراً تشریف لے جاتے۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں کبھی بھی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس آنے سے منع نہیں فرمایا اور جب بھی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ کو تبسم فرماتے ہوئے دیکھا۔ ایک مرتبہ عید کا دن تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر فاروقؓ رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے اور سامنے بچے خوشیاں منا رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بچوں کو تنبیہ فرمائی کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑو عمر! ان بچوں کو چھوڑ دو، ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے آج ہماری عید ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک سے بات کرنے کی خاطر منہ لگاتا تو آپ سر کو ہرگز پیچھے نہیں ہٹاتے یہاں تک کہ وہ شخص خود ہٹ جاتا۔ جب بھی کسی نے آپ کے دست مبارک کو پکڑا تو آپ نے کبھی اپنا ہاتھ نہ چھڑایا جب تک وہ خود نہ چھوڑتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کبھی اس طرح پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے کہ جس سے دوسروں کو تنگی ہو، جو بھی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اس کی عزت فرماتے بعض اوقات کپڑا بچھا دیتے اور اپنا تکیہ عنایت فرما دیتے اگر کوئی احتراماً انکار کرتا تو آپ اصرار کر کے اُسے بٹھاتے اور قسم تک دیتے۔

ایک روایت میں ہے کہ کوئی شخص کسی حاجت کے پیش نظر اگر آپ کے قریب آکر بیٹھ جاتا اور آپ اس وقت نماز پڑھ رہے ہوتے تو نماز مختصر فرما دیتے تھے اور اس کی ضرورت معلوم کر کے پہلے اسے فارغ کرتے پھر نماز میں مشغول ہو جاتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تبسم کا خوگر اور کسی کو نہیں دیکھا۔

www.ahnafmedia.com

مسلم تاجر برادری کے لیے لمحہ فکریہ!

نعیم خان، لاہور

ویٹی کن سٹی کہنے کو تو ایک ارب کیتھولک عیسائیوں کا روحانی مرکز ہے، مگر باخبر حلقوں کا دعوی ہے کہ یہ دنیا کی مضبوط ترین قوت ہے۔ ویٹی کن جغرافیائی لحاظ سے دنیا کا سب سے چھوٹا ملک نظر آتا ہے۔

اس کا رقبہ ایک کلومیٹر بھی نہیں ہے۔ مگر اس کا کاموں کا حجم، اس کے ادارے اور اس کا کردار دنیا کے ہر ہر ملک میں نظر آتا ہے۔

ایک ایسی بستی جس کی آبادی نو سو افراد پر مشتمل ہے، مگر وہ دنیا کے اربوں انسانوں پر محنت کر رہی ہے۔

دنیا بھر میں اس کے عیسائی مبلغین کی تعداد پانچ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ چرچ کے زیر انتظام دنیا بھر میں 1300 لائبریریاں کام کر رہی ہیں۔ دنیا بھر میں دو لاکھ سے زائد چرچ اس کی پرستی میں ہیں۔ ان کے تمام اخراجات چرچ اٹھاتا ہے۔

صرف ایک سال میں چرچ نے بائبل کے 17 کروڑ نسخے شائع کروائے اور ان کو دنیا بھر میں مفت تقسیم کیا۔

دنیا بھر میں 100 سے زائد زبانوں میں ہزاروں عیسائی چینل نشریات جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان نشریات کو سننے والوں کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک ارب کے قریب ہے۔ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے ہر سال دو ہزار سے زائد منصوبے بنائے جاتے ہیں۔

چرچ اپنے تمام اخراجات عیسائیوں کی طرف سے ملنے والے عطیات سے ہی پورے کرتا ہے۔ یہ معاشی طور پر اتنا مضبوط ہے کہ "دی اکانومسٹ" نے اس کے

www.ahnafmedia.com

بارے میں یہ تحریر کیا:

اگر ویٹی کن سٹی چاہے تو اٹلی کی معیشت کو ایک دن میں تباہ کر سکتا ہے۔

چرچ اتنا طاقت ور ہو چکا ہے کہ ''گیانا'' اور ''زیمبیا'' نامی دو ملک اس کے مقروض ہیں۔ وال اسٹریٹ جرنل نے لکھا:

ویٹی کن سٹی کی طرف سے امریکی سونے کی مارکیٹ میں سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔ بعض اوقات پوپ کی طرف سے سودوں کی مالیت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ایک ایک سودہ کروڑوں ڈالر سے بھی زیادہ کا ہوتا ہے۔

دنیا بھر کے عیسائی اپنے روحانی مرکز کو اتنا چندہ دیتے ہیں کہ ہر سال اس کا بجٹ نفع میں ہی رہتا ہے۔ گزشتہ سال ویٹی کن سٹی کو دنیا بھر میں اپنے تمام منصوبے پورے کرنے کے بعد بھی بیس لاکھ یورو کا نفع ہوا۔

اس سے اندازہ لگایئے کہ عیسائیت کو پھیلانے کے لئے دنیا بھر کے عیسائی کس طرح عطیات دے رہے ہیں۔ بعض محققین کا دعوی ہے کہ ویٹی کن سٹی کا سالانہ بجٹ سیکڑوں ارب ڈالر میں ہے۔

اتنی بڑی مقدار میں سالانہ عیسائی اپنے کلیسا کو عطیات دیتے ہیں۔ دنیا بھر میں عیسائیوں کو مذہب بیزار ظاہر کیا جاتا ہے، اس کے باوجود وہ عیسائیت کے فروغ کے لئے اس قدر عطیات دیتے ہیں۔

بلاشبہ یہ مسلمان تاجروں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ اسلامی ممالک دن بہ دن غریب ہوتے جارہے ہیں، جبکہ اسلامی ممالک میں عیسائیت پھیلانے کی کوششیں تیز ہوتی جارہی ہیں۔

مسلمان تاجروں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے سچے دین کا پیغام پھیلانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔ خیر کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

www.ahnafmedia.com

نظامِ تعلیم کا جائزہ

مولانا محمد مبشر بدر

تعلیم کا انسان کی تربیت و سوچ پر گہرا اثر پڑتا ہے۔انسان کو جس قسم کی تعلیم دی جاتی ہے ویسے اثرات اس پر مرتب ہوتے ہیں اور ویسی ہی تربیت کا ظہور ہوتا ہے۔ صدیوں سے انسان میں تہذیب و شعور کی شمع فروزاں کرنے کے لیے مختلف طریقہائے تعلیم وضع کیے جاتے رہے ہیں۔ اسلام نے آکر تعلیم کی اہمیت کو بہت زیادہ اجاگر کیا، حتیٰ کہ پہلی وحی تعلیم و تعلم سے متعلق ہے۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بھی علم کے حصول پر زور دیا ہے اور ہر مرد و عورت پر علم حاصل کرنا فرض قرار دیا، خود اپنے بارے آقا ﷺ نے فرمایا: ”مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔“

انسان اس وقت تک انسانیت کی معراج کو نہیں پہنچ سکتا جب تک تعلیم یافتہ نہ ہو جائے۔ تعلیم زندگی کے لیے ہی نہیں بلکہ خود زندگی ہے، آج اکیسویں صدی میں تعلیم کی اہمیت کو پہلے سے زیادہ محسوس کیا جارہا ہے۔نہ صرف یہ معاشرتی بلکہ سب سے زیادہ اہم اقتصادی مسئلہ ہے۔

پاکستان ایک آزاد اور خود مختار ملک جانا جاتا ہے۔پاکستانی قوم میں وہ تمام تر صلاحتیں موجود ہیں جو ترقی کی اوجِ ثریا تک پہنچا سکتی ہیں، لیکن اس سب کے باوجود ہمارے ہنر مند افراد کی ایک بڑی مقدار بیرون ممالک میں اپنے فن کے جوہر دکھلا رہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ناساز گار ماحول اور منصوبہ بندی کا نہ ہونا ہے۔ حکومتِ پاکستان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ بروقت اور مناسب منصوبہ بندی کر کے پاکستان میں روزگار کے بہتر سے بہتر مواقع فراہم کرے تاکہ قابل اور ہنر مند افراد

www.ahnafmedia.com

پاکستان میں ہی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکیں۔

ہمارا نظامِ تعلیمی اتنا ناقص اور ناکارہ ہے کہ ہنر مند افراد پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا جس کی بنا پر ہمارے پاکستانیوں کی ایک بڑی تعداد مغربی ممالک کے تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرتی ہے۔ ہمارے نظامِ تعلیم کی ناقص کارکردگی کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم ایک آزاد ملک میں رہ کر بھی غلامی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے لیکن اس کے باوجود تعلیمی نظام میں اسلام کو محض ایک مضمون کی حیثیت دے رکھی ہے، جب کہ اسلام ایک مکمل آئین اور ضابطۂ حیات ہے۔ یہ انسانی زندگی کے تمام گوشوں کی مکمل رہنمائی کرتا ہے۔

کوئی شعبۂ زندگی بھی مذہب سے مستغنی نہیں ہے، اس کے باوجود اعلیٰ سطح پر اسلام کی ہمہ گیری اور انصاف پسندی کو تسلیم نہیں کیا جارہا۔

ہمارے تعلیمی نظام کی ناقص کارکردگی کی ایک وجہ طبقاتی نظام کی کشمکش بھی ہے۔ طلبا میں تحقیق و جستجو، صحیح فکر و سوچ ناپید ہوتے جارہے ہیں، اساتذہ کی کمی اور ذہنی جمود کے علاوہ تعلیمی اداروں میں تربیت کا فقدان ہے۔ طوطے کی طرح چند الفاظ رٹا دیئے جاتے ہیں اور عملی زندگی میں وہ اعلیٰ و عمدہ صفات ناپید ہوتی ہیں جن کی معاشرے کو اہم ضرورت ہے۔

ایک بڑا مسئلہ جو ہمارے تعلیمی اداروں کو درپیش ہے وہ پرائمری سطح پر اساتذہ کی اپنے فرائضِ منصبی میں غفلت ہے، دور دراز پسماندہ دیہی علاقوں میں اس چیز کا کھلی آنکھوں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ سکولوں کی خستہ اور شکستہ عمارتیں جو اپنی بوسیدگی پر نوحہ کناں ہیں، ان کی تعمیرِ نو کی طرف مسلسل عدمِ توجہی برتی جارہی ہے۔ تعلیم کو ایک کاروبار بنالیا گیا ہے، گلی گلی سکولوں اور اکیڈمیوں کی بھرمار ہے، جس کی وجہ سے تعلیم کا معیار گھٹتا جارہا ہے۔

www.ahnafmedia.com

ایک بنیادی اہم مسئلہ ہمارا مغربیت سے متاثر ہونا اور ان کے نظام کو بند آنکھوں قبول کرنا ہے، جس کی وجہ سے انگریزی زبان کو لازم کیا جارہا ہے۔ یہاں دوہرے معیار کی تعلیم دی جارہی ہے: انگلش میڈیم اور اردو میڈیم، جب کہ آہستہ آہستہ تمام تعلیمی اداروں کو انگلش میڈیم بنایا جارہا ہے، حالانکہ سبھی جانتے ہیں کہ انسان جو بات اپنی مادری زبان میں جلد سمجھ پاتا ہے وہ دوسری زبانوں میں نہیں سمجھ پاتا، ہمارے لیے یہ بہت بڑی کنفیوژن پیدا کردی گئی ہے، ایک تو سائنس کے ذیلی مضامین جن کو اردو میں سمجھنا اور ان کے فارمولوں اور کلیوں کو یاد کرنا بذاتِ خود جان گسل کام ہے، دوسرا اسے انگلش میں پڑھانے سے وہ مزید پیچیدہ اور مشکل صورت اختیار کرلیتے ہیں۔

ہمارے لیے چین ایک ماڈل کی حیثیت رکھتا ہے جس نے نہ صرف اپنے تعلیمی اداروں میں سب مضامین چینی زبان میں لاگو کیے ہیں بلکہ انگریزی کو بھی پاس نہیں بھٹکنے دیا، اس کے باوجود وہ معیشت میں بہت آگے ہے اور عالمی سطح پر اپنی برتری کا لوہا منوا چکا ہے۔ ہماری ناکامی کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم آزاد ہو کر بھی غلامی کی زندگی گزار رہے ہیں اسی لیے ہم تعلیم سے لے کر معیشت تک سب میدانوں میں سب سے پیچھے ہیں، جب کہ دیگر ترقی یافتہ اقوام کسی کی ذہنی غلامی اور مرعوبیت تیاگ کر اپنی مادری زبان میں اپنا نام و مقام پیدا کرتی ہیں۔

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے جسے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، چاہیے تو یہ تھا کہ یہاں کے سرکاری تعلیمی اداروں قرآن و سنت کو بطورِ نصاب پڑھایا جاتا، جب کہ الٹا رہے سہے اسلامی مضامین کو ہی نکالا دیا جارہا ہے۔ تمام مسلمانوں کا ایمان ہے کہ انسان اللہ کی بنائی ہوئی مخلوق ہے، جسے اللہ نے اشرف المخلوقات بنا کر کائنات میں بھیجا ہے، اسی نے ہی اس کی دنیوی و اخروی زندگی کی فلاح کے لیے آسمانی علوم نازل

www.ahnafmedia.com

فرمائے ہیں، تاکہ ان علوم کی روشنی میں یہ اپنی حیات کا مقصد جان لے اور اپنے خالق کو پہچان کر اس کی اطاعت بجالائے، اسی وجہ سے اہلِ ایمان کے نزدیک سب سے بنیادی اور ضروری علم وہ ہے جسے خالقِ کائنات نے انسانیت کے لیے آسمان سے نازل فرمایا، جو اس وقت قرآن وسنت کی صورت میں ہم میں موجود ہے۔

یہ اصل علم ہے جو انسانوں کو انسانیت سکھاتا ہے۔ انسان کی تربیت کرتا اور اس کے باطن کو سنوارتا ہے، لیکن اس سے غفلت برتی جارہی ہے۔ مادیت کی دوڑ میں مغربیت کی نقالی کی جارہی ہے۔ پھر امتِ مسلمہ کا درد رکھنے والے نیک دل مشرقی روایات کے حامل افراد کیوں کر پیدا ہوں۔

ہمیں اپنی غلطیاں ڈھونڈ کر ان کی اصلاح کرنی چاہیے، اپنی بنیاد اور اصل کے ساتھ تعلق وربط جوڑنا چاہیے، تاکہ ہمیں اپنے شاندار ماضی کو لوٹا سکیں۔

www.ahnafmedia.com

توجہ فرمائیں!!!

دفتر رسائل وجرائد کی طرف سے گزارش ہے کہ جن قارئین خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کی سالانہ فیس پوری ہوچکی ہے یا ان کے ذمہ سابقہ رقم واجب الادا ہے وہ جلد از جلد اپنی رقم جمع کرائیں۔ تاکہ رسائل کو بلا تعطل اور بروقت روانہ کیا جاسکے۔ امید ہے کہ آپ ضرور شفقت والا معاملہ فرمائیں گے۔

نوٹ: رقم جمع کرانے کے بعد اطلاع ضرور دیں۔

فون نمبر: 03326311808

واٹس ایپ: 03062251253

ہاں میں ایک بیٹی ہوں!

سعدیہ خانم

صنف نازک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ہر روپ میں ابر رحمت ہے۔ پیار، محبت کا بے لوث خزانہ ہے، خوشبو کا جھونکا ہے، نرم نازک کلی کی مانند ہیں، ایثار و قربانی کا نمونہ ہے۔ جس گھر میں بیٹی پیدا ہوتی ہے اس گھر کے مکیں پر رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ وہی بیٹی جب ماں بنتی ہے تو پروردگار عالم اس ماں کے قدموں تلے جنت رکھ دیتا ہے۔ لیکن قابل غور اور قابل افسوس بات یہ ہے کہ اسی عورت، اسی بیٹی کا ہم اپنے معاشرے میں کیا حال کر دیتے ہیں۔ کس طرح اسے حقیر جانتے ہیں اور قتل بھی کر دیتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: **ولا تقتلوا اولادکم من خشیة املاق، نحن نرزقھم و ایاکم ان قتلھم کان خطاءً کبیرا** (الاسراء:۳۱) ”اپنی اولاد کو مفلسی کے اندیشہ سے قتل نہ کرو۔ ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی۔ بے شک ان کا قتل بہت بڑا گناہ ہے۔“ آگے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: **و اذا الموؤدة سئلت، بای ذنب قتلت** (التکویر:۸۔۹) ”اور جب زندہ در گور کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی؟“

اس منکر کا داعیہ خواہ اختصادی ہو یا مفلسی کا ڈر اور رزق کی تنگی یا غیر اقتصادی ہو مثل لڑکی پیدائش کو اپنے لئے باعث عار سمجھنا وغیرہ۔ اس وحشیانہ فعل کو ہر صورت اسلام میں شدید حرام ٹھہرایا ہے۔ کیوں کے یہ فعل قتل، قطع رحمی اور کمزور نفسی پر ظلم جیسے منکرات پر مشتمل ہے۔ بیٹیاں تو رحمت ہوتی ہیں، باپ کا درد سمیٹتی ہیں، ماں کے آنسو پوچھتی ہیں، بھائی کے دکھ لے کر ان پر اپنے سکھ لٹا دیتی ہیں۔

حدیث نبوی ہے! ”حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ

www.ahnafmedia.com

نے ارشاد فرمایا کہ جس بندے نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو ہی بیٹوں یا بہنوں بوجھ اٹھایا اور ان کی اچھی تربیت کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور پھر ان کا نکاح بھی کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بندے کیلئے جنت کا فیصلہ ہے۔

(ابو داؤد و ترمذی)

بیٹیاں پھولوں کی مانند ہوتی ہیں ان پھولوں کی قدر کیا کرو کیوں کہ یہ پھول تمہارے گھر کی زینت ہیں اگر یہ پھول نہ ہوتی تو تمہارا گھر ایک ویران کھنڈر جیسا نظر آئے گا۔ بقول شاعر !

بہت چنچل بہت خوشنما سی ہوتی ہیں بیٹیاں
نازک سا دل اٹھتی ہیں خاموش سی ہوتی ہیں بیٹیاں
بات بات پر روتی ہیں نادان سی ہوتی ہیں بیٹیاں
ہے رحمت سے بھر پور اللہ کی نعمت ہیں بیٹیاں
گھر بھی مہک اٹھتا ہے جب مسکراتی ہیں بیٹیاں
ہوتی ہے عجب سی کیفیت جب چھوڑ کے جاتی ہیں بیٹیاں

افسوس صد افسوس ہمارے معاشرے میں حوا کی بیٹی کی پیدائش پر افسوس کیا جاتا ہے، رونا، پیٹنا ہوتا ہے، بعض باپ بیٹی کی پیدائش سنتے ہی پاؤں پٹختے ہوئے بیٹی کا چہرا دیکھے، گھر یا اسپتال سے چلے جاتے ہیں اور بعض گھرانے کی بیٹی کی پیدائش پر بھی جشن مناتے ہیں اور اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے ہیں۔

بعض گھرانوں میں اس عورت کو منحوس کہا جاتا ہے جو لڑکیوں کو جنم دیتی ہیں، یہاں تک کہ شوہر بیوی کو دھمکی دیتا ہے کہ اگر بیٹی پیدا ہوئی تو طلاق دے دوں گا ذرا سوچئے ! کیا کسی عورت کے اختیار میں ہیں کہ وہ بیٹا پیدا کرے یا بیٹی۔ اللہ تعالیٰ کا

www.ahnafmedia.com

فرمان ہے :"اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور ازمین کی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے یا ان کو جمع کر دیتا ہے کہ بیٹے بھی دیتا ہے اور بیٹیاں بھی اور جس کو چاہے بے اولاد رکھتا ہے بے شک وہ بڑا جاننے والا بڑی قدرت والا ہے۔(سورۃ شوریٰ : ۴۹۔۵۰)

اسلام کی نظر میں لڑکا اور لڑکی دونوں کی زندگیاں یکساں طور پر محترم ہیں۔ بہت سے ایسے بھی ہمارے معاشرہ میں بیٹی کو بوجھ سمجھ کر بیوی پر، بہو پر لعن طعن کی جاتی ہے۔ یہ رویہ صرف جاہل لوگوں تک محدود نہیں ہیں بلکہ پڑھے لکھے لوگ بھی ایسی سوچ رکھتے ہیں۔ بہت سے پڑھے لوگ بھی زیادہ بیٹی نہ ہوں اس ڈر سے آپریشن بھی کروادیتے ہیں۔ بیٹی کو بوجھ سمجھتے ہیں، منحوس سمجھتے ہیں اس سے تو بہتر جاہل ہوتے ہیں جو بیٹی کو بوجھ یا منحوس نہیں سمجھتا۔

رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص بیٹیوں کی وجہ سے آزمایا گیا، پھر وہ ان کی اچھی تربیت کرے تو قیامت کے دن یہ بیٹیاں اس کے لئے جہنم سے آر بن جائیں گی۔
(صحیح البخاری)

مسلمانوں کی شان یہ ہونی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس عطیہ کا خوشی خوشی شکر کرتے ہوئے استقبال کرے نہ کی بڑا سا منہ بنائے ہوئے ناراضگی کا اظہار کرے جیسے قرآن کریم میں جاہل کافروں کی عادت و طبیعت یہ بتلائی گئی ہے کہ جب ان کو لڑکی کی خبر سنائی جاتی ہے تو غم کے مارے ان کا چہرہ کالا سیاہ ہو جاتا تھا، تو معلوم ہوا کہ لڑکیوں کو بڑا سمجھنا بدترین خصلتوں میں سے ہے۔ بیٹیاں ہونا خوش قسمتی اور سعادت کی بات ہے۔

بیٹیاں سب کے مقدر میں کہاں ہوتی ہیں
گھر خدا کو جو پسند آئے وہاں ہوتی ہیں

www.ahnafmedia.com

خلیفہ بلا فصل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

اقراء سحر

آج میں جس ہستی کے متعلق لکھنے کی جسارت کر رہی ہوں وہ اتنی عظیم ہستی ہے کہ میرے جیسی ادنیٰ انسان کو ان کے قدموں کی خاک ہونے کے لئے بھی بے پناہ محبتِ دین، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عباداتِ الٰہی کی ضرورت ہے۔ یہ وہ ہستی ہیں کہ جن کے محض نام لینے سے ارواح اس قدر لطافت محسوس کرتی ہیں کہ اس کے جہانِ کل کی ہر شے سرورِ عبادت و محبت نظر آتی ہے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق، اسلام کے عظیم جانثار، محرم اسرار نبوت، ثانی اثنین فی لغار سیدنا ابو بکر صدیق۔ آپ کا نام عبد اللہ، کنیت ابو بکر اور لقب صدیق ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام قحافہ تھا۔ آپ قبیلہ قریش کی شاخ بنی تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ چھٹی پشت سے آپ کا گھرانہ پاک پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ کا گھرانہ زمانہ جاہلیت ہی سے نہایت معزز تھا اور اسلام کے ابتدائی اور ارتقائی ادوار میں تو آپ نے وہ عظیم الشان خدمات و قربانیاں سرانجام دیں کہ جن کی مثال نہ تو کبھی آپ سے پہلے مل پائی اور نہ ہی رہتی دنیا تک مل پانا ممکن ہے۔ آپ کے خاندان کی عظمت کی مثال یہ ہے کہ قریش کے نظام سیاسی میں خون بہا کے مال کی امانتداری کا عہدہ آپ ہی کے گھرانے کے ذمہ تھا۔

اسلام سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق کا پیشہ تجارت تھا۔ آپ ابتداء ہی سے سلیم الفطرت تھے چنانچہ زمانہ جاہلیت میں بھی آپ کا دامن اخلاقِ عرب کے عام مفاسد جیسے شراب نوشی، جوا، پانسے، سود خوری، بد دیانتی، ریاکاری وغیرہ سے بالکل پاک تھا اور اسی زمانہ سے لوگوں پر آپ کے حسن خلق، راست بازی، متانت اور

www.ahnafmedia.com

سنجیدگی کا سکہ بیٹھا ہوا تھا اور شرفائے مکہ میں آپ کو بڑی عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ تقریباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر تھے۔ طبیعت کی یکسانیت و سنجیدگی کی وجہ سے بچپن ہی سے دونوں میں گہرے تعلقات و روابط استوار ہو گئے تھے۔ انہی روابط کی بنا پر دونوں ایک دوسرے کی سیرت اور اخلاق و عادات سے اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے۔ چنانچہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ اسلام کی دعوت دی تو حضرت ابو بکر صدیق نے بغیر کسی ہچکچاہٹ، بنا کسی شک وشبہ کے اس کی تصدیق کی۔ مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد آپ نے اسلام کی تبلیغ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست راست بن گئے اور راہِ خدا میں جان و مال ، عزت و آبرو سب کچھ نثار کر دیا۔ یہاں تک کہ میدانِ جنگ میں بھی کوئی دوسرا صحابی آپ سے بازی نہ لے جا سکا۔ بعض مواقع پر گھر کا سارا اثاثہ خدا کی راہ میں دے دیا، جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کچھ اہل و عیال کے لئے بھی چھوڑا ہے؟ تو عرض کیا ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کافی ہے۔ (ترمذی مناقب ابی بکر)

کسی صحابی کی اسلامی خدمات آپ کے برابر نہیں۔ ان کی مختصر فہرست یہ ہے کہ قریش کے سن رسیدہ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا، مکہ کی پر خطر اور مظلومیت کی زندگی کے ہر مرحلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پشت پناہ رہے، تبلیغ اسلام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کرتے رہے، جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے، انہیں ساتھ لے جاتے اور دونوں اپنے جانے والوں سے ایک دوسرے کا تعارف کرواتے۔ (کنز العمال)

حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور حضرت عثمان بن مظعون جیسے اکابر صحابہ

www.ahnafmedia.com

آپ کی کوششوں سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(بخاری، باب مانفی النبی و اصحاب من الشرکین)

الغرض آغازِ اسلام سے لے کر وفاتِ نبوی تک ہر مرحلہ میں حضرت ابو بکر صدیق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانثارانہ رفاقت کی۔ آپ پر ان کی قربانیوں کا اتنا اثر تھا کہ فرماتے تھے کہ "جان و مال کے لحاظ سے مجھ پر ابو بکر کے سوا کسی کا حق نہیں"۔ (بخاری باب فضائل ابی بکر)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں آپ ہمہ وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی و ہمنوا تھے۔ لیکن اصل امتحان حضور پر نورص کے رحلت فرما جانے کے بعد شروع ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا سے رحلت فرما جانا ہی آپ کے لئے اتنا بڑا صدمہ تھا کہ پہاڑ ٹوٹ پڑا ہو کہ اس آفت ناگہانی پر صبر کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو، لیکن اس صورت میں بھی آپ کو خلافت کی ذمہ داری اٹھانا پڑی، آپ ابھی غم و دکھ کی شدید کیفیت سے گزر رہے تھے اور پاک پیغمبر کی تجہیز و تدفین بھی نہ ہوئی تھی کہ سقیفہ بنی ساعدہ کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اگر بغور جائزہ لیا جائے تو سیدنا ابو بکر صدیق کی جدوجہد اسلام کا حقیقی دور پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے رحلت فرما جانے کے بعد شروع ہوا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ طیبہ میں رہتے ہوئے تو پاکیزگی و راست بازی و جانثاری کا عالم ایک بندہ خدا کے لئے بجا سی بات ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموجود ہوتے ہوئے اپنی خصوصیات کو برقرار رکھنا اور خدمات پر جمے رہنا اور عظیم الشان کارنامے سرانجام دینا بہت بڑی بات ہے۔

رحلتِ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو سب سے پہلی مشکل پیش آئی اسے تاریخ میں سقیفہ بنی ساعدہ کے نام سے رقم کیا گیا ہے۔ مدینہ

www.ahnafmedia.com

میں منافقوں کی جماعت جن کا اشعار دوستی کے پردہ میں اسلام کا شیرازہ بکھیرنا تھا، ہمیشہ سے موجود تھی اور ہر موقع پر انی اسلام دشمنی کا ثبوت دیتی تھی۔

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنا جانشین نامزد نہیں فرمایا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس جماعت کو فتنہ انگیزی کا موقع مل گیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تجہیز و تکفین سے پہلے ہی منافقین کی سازش سے آپ کی جانشینی کا مسئلہ چھڑ گیا اور انصار نے سقیفہ بن ساعدہ میں جمع ہو کر جانشینی کا دعویٰ کیا۔ یہ مسئلہ ایسے نازک وقت چھڑا تھا کہ اگر فوراً اس کا تدارک نہ کیا جاتا تو بڑی نازک صورتحال پیدا ہو جاتی ۔ لیکن حضرت ابو بکر کو بروقت اس کی اطلاع ہو گئی اور آپ فوراً حضرت عمر اور امین الامت حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو ساتھ لے کر سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے، یہاں دیکھا تو دوسرا ہی گل کھلا ہوا تھا، انصار مدعی تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی میں انہیں بھی حصہ ملنا چاہئے اور قریش کے ساتھ ان کی جماعت کا بھی ایک امیر نائب الرسول ہونا چاہئے لیکن ایک شخص کے دو جانشین ہونے کے نتائج بالکل ظاہر ہیں اس لئے اس صورت کو قبول کرنے کے معنی خود اپنے ہاتھوں سے اسلامی نظام درہم برہم کرنے کے تھے۔ یہ ہو سکتا تھا کہ تنہا انصاریوں کو ہی یہ منصب مل جاتا لیکن اس میں دقت تھی کہ اولاً قریش خود قریش، پھر دوسرے عرب قبائل قریش کے علاوہ اور کسی خاندان کے سامنے سر نہیں جھکا سکتے تھے۔ پھر انصاریوں میں اوس و خزاج دو مقابل جماعتیں موجود تھیں۔

ان میں سے جسے بھی یہ منصب دیا جاتا دوسرا اسے قبول نہ کرتا اور پھر نتیجتاً مواخاتِ مدینہ کے ذریعے اوس و خزاج کے درمیان جس لڑائی جھگڑے کو ختم کر کے

www.ahnafmedia.com

مواخات کا رشتہ قائم کیا گیا تھا، وہ پھر سے جنم لے لیتا اور یوں اسلامی مملکت میں ایک نیا فساد برپا ہو جاتا اور اسلامی انقلاب درہم برہم ہو کر رہ جاتا۔ اس نازک موقع پر حضرت ابو بکر صدیق نے نہایت نرمی و آشتی اور تحمل سے کام لیتے ہوئے انصار کو سمجھایا اور یہ بااثر تقریر کی، " مجھے تم لوگوں کے فضائل و مناقب اور تمہاری خدماتِ اسلامی سے انکار نہیں لیکن عرب، قریش کے علاوہ اور کسی خاندان کی قیادت تسلیم نہیں کر سکتے، پھر مہاجرین اپنے تقدم فی الاسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاندانی تعلق کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے زیادہ مستحق ہیں۔ یہ ابو عبیدہ اور عمر بن الخطاب موجود ہیں، ان میں سے جس کے ہاتھ چاہو بیعت کر لو"۔

یہ سنتے ہی حضرت عمر نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر فرمایا "آپ ہم سب میں بزرگ ہیں، ہم سب میں بہتر اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سب سے مقرب ہیں، اس لئے ہم آپ کے ہاتھوں پر بیعت کرتے ہیں"۔

(بخاری ج1، ص518)

حضرت ابو بکر کی شخصیت ہر جماعت میں ایسی محترم تھی کہ اس انتخاب پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر کی بیعت کے ساتھ مسلمان بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے اور ابو بکر کی بر محل تقریر اور بیعت میں حضرت عمر کی پیش قدمی سے ایک زبردست انقلاب ہوتے ہوئے بچ گیا۔ اس کے دوسرے دن مسجد نبوی میں عام بیعت ہوئی اور ربیع الاول 11 ھ میں حضرت ابو بکر سند خلافت پر متمکن ہوئے۔ بیعت عام کے بعد آپ نے حسبِ ذیل تقریر فرمائی:۔

"لوگو! میں تم پر حاکم بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تمہاری جماعت میں سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں اچھا کام کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر کج روی اختیار کروں تو سیدھا کر دو۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ تمہارا ضعیف فرد بھی میرے نزدیک قوی ہے

www.ahnafmedia.com

یہاں تک کہ میں دوسروں سے اس کا حق اس کو نہ دلا دوں اور تمہارا قوی شخص بھی میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک میں اس سے دوسروں کا حق نہ حاصل کر لوں۔ یاد رکھو! جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتی ہے خدا اس کو ذلیل و خوار کر دیتا ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے خدا اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اگر میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور ان کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں"۔(طبقاتِ ابن سعد)

اس طرح ایک فتنہ کا تدارک کرتے ہوئے حضرت ابو بکر نے خلافت سنبھالی، تاریخ گواہ ہے کہ آپ کا اپنا ذاتی ارادہ یا خلافت کے لئے ذاتی پسندیدگی کسی صورت بھی نہ تھی۔ آج مسلمین کے بعض مکاتبِ فکر کا یہ کہنا ہے کہ سقیفہ میں ہونے والی سازش میں خود سیدنا ابو بکر و عمر بذاتِ خود شامل تھے جو کہ سراسر غلط اور قطعاً ناجائز ہے۔ یہ گھٹیا فعل آپ کے ذمہ اس لئے عائد کیا جاتا ہے کہ آپ حضرات وہاں پر موجود تھے لیکن اس بات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ آپ وہاں فتنہ کے تدارک کے لئے موجود تھے نہ کہ خود شمولیت کی غرض سے۔ اور آپ نے خلافت سنبھالی وقت کی نزاکت اور سنگین حالات کو نظر میں رکھتے ہوئے نہ کہ ذاتی خوشنودی کے لئے۔ اور تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اگر اس نازک دور میں ملت اسلامیہ کو صدیقِ اکبر جیسا رہنما نہ ملتا تو امت مسلمہ کا شیرازہ بکھر کر رہ جاتا اور اسلام کے نام لیواؤں میں سے صرف چند ایک باقی رہتے، دنیا کے کسی ایک کونہ میں پوشیدگی سے اسلامی قوانین پر عمل پیرا ہوتے، اسلام عالم میں، عالم اسلام کے طور پر پھیلا نہ ہوتا۔

سند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت ابو بکر درپیش مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان سبھی کا ذکر تو محال ہے چند کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ خلافت پر متمکن ہوئے تو مہاجرین و انصار نے

www.ahnafmedia.com

سر تسلیم خم کر لیا تاہم سعد بن عبادہ جن کو خلیفہ بنانے کی تجاویز تھیں، نے بیعت نہیں کی۔ اکابرین بنو امیہ جو فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے تھے، قبائلی تعصب اور نسلی تفاخر کو ہوا دے رہے تھے چنانچہ ابو سفیان نے حضرت علی کے پاس آ کر کہا، " یہ کیا غضب ہو گیا، قریش کے سب سے چھوٹے قبیلے کا آدمی کس طرح خلیفہ بنا دیا گیا؟ اے علی! اگر تم چاہو تو خدا کی قسم میں اس وادی کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں"۔ مگر حضرت علی نے جواب دیا، "اے ابو سفیان! تم ساری زندگی اسلام اور اہلِ اسلام سے دشمنی کرتے رہے مگر تمہاری دشمنی سے نہ اسلام کا کچھ بگڑا اور نہ اہل اسلام کا۔ ہم ابو بکر کو اس منصب کا اہم سمجھتے ہیں"۔

یعنی مسلمانوں میں ہی ایسے عناصر موجود تھے جو اتحاد مسلمین کا شیرازہ منتشر کرنا چاہتے تھے لہذا آغاز خلافت ہی سے جناب صدیقِ اکبر غیر معمولی عزم و استقلال اور احتیاط سے کام لیتے ہوئے داخلی انتشار پر قابو پاتا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرما جانے کے بعد ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا تھا جسے پر کرنا ناممکنات میں سے تھا۔ خود مومنین اس حادثہ ناگہاں سے ہراساں و پریشان تھے اس حادثہ عظمیٰ کا کسی کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ قبائل عرب تک جب یہ خبر پہنچی تو نو مسلم بدو اسلام سے منحرف ہونے لگے۔ مرکز سے دور قبائلی سرداروں نے مرکزی حکومت سے علیحدگی کا زرین موقع جانتے ہوئے صنم پرستی پر غور کرنا شروع کر دیا۔ بعض روایات کے مطابق مکہ اور طائف میں ارتداد کی تیاریاں ہونے لگیں۔ مرتدین کی ایک جماعت صریحاً یعنی کھلم کھلا، مکمل طور پر اسلام سے منحرف نہیں ہوئی تھی البتہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ارشاد ربانی" خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا" کے مطابق صرف خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے زکوٰۃ لینے کا حق تھا اور اب

www.ahnafmedia.com

ان کی وفات کے بعد یہ حق کسی اور کو حاصل نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہی نصاری شام کے تصادم کا آغاز ہو گیا تھا۔ جنگ موتہ اور غزوہ تبوک میں عیسائیوں نے شوکت و شجاعتِ اسلام کا اندازہ کر لیا تھا لیکن رومی سلطنت کی پشت پناہی اور تائید کی وجہ سے ان کے جارحانہ عزائم ابھی خاک آلود نہ ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کے استحصال کے لئے حضرت اسامہ بن زید کی سربراہی میں ایک لشکر شام کی جانب روانہ فرمایا مگر یہ لشکر رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر واپس لوٹ آیا۔ المختصر مصائب و مسائل کا پہاڑ جو خلیفہ رسول کی آنکھوں کے سامنے کھڑا تھا اور اگر بروقت ان سب کا تدارک نہ کیا جاتا تو اسلام عام میں نہ پھیل پاتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہم مسلمانوں کو ایسے حالات سے سابقہ پڑا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو ابو بکر عطا نہ کرتے تو ہم لوگ ہلاک ہو جاتے" حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ "رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور میرے باپ پر ایسے مصائب و حوادث ٹوٹ پڑے کہ وہ حوادث بڑے بڑے مضبوط پہاڑوں پر پڑتے تو وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے"۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ساتھی کی جدائی کے غم کے باوجود آپ نے تمام عزم و استقلال کو یکجا کیا۔

تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے خندہ پیشانی سے نہ صرف مقابلہ کیا بلکہ انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ حضرت اسامہ کی بربراہی میں وہ لشکر جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام میں بغاوت کو فرو کرنے کے لئے بھیجا تھا وہ لشکر وصال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سن کر مقام جرف سے واپس آگیا تھا،

www.ahnafmedia.com

حضرت ابو بکر سب سے پہلے اس لشکر کی روانگی چاہتے تھے چونکہ مدینہ باغیوں کی زد میں تھا اس لئے بعض صحابہ کرام کی رائے یہ تھی کہ اس لشکر کی روانگی فی الحال ملتوی کر دی جائے۔ پھر یہ بھی کہا گیا کہ مدینہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں اس لئے ان کی حفاظت کے خیال سے بھی مدینے کو مہاجرین سے خالی نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت ابو بکر صدیق کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے (آمین) یہ انہی کی شان تھی، فرمایا کہ "لشکروں کی اس طرح روانگی سے اگر مجھے یقین ہو جائے کہ مدینہ خالی ہو جائے گا اور یہاں تنہا رہ جاؤں گا، درندے حضور کی ازواج مطہرات کی نعشوں کو مدینے کی گلیوں میں گھسیٹتے پھریں گے تو پھر بھی اپنے عزم سے باز نہیں آؤں گا"۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق نے انصار کے ایما پر یہ کہا کہ "اگر لشکر کو بھیجنے کا فیصلہ فرما ہی چکے ہیں تو اس لشکر میں تجربہ کار اور سن رسیدہ صحابہ موجود ہیں، تو آپ بجائے اسامہ کے کسی اور کو امیر لشکر مقرر فرمائیں" تو اس پر غصے میں فرمایا: "اے خطاب کے بیٹے! جس شخص کو امیر لشکر حضور نے مقرر فرمایا ہو، ابو بکر کی مجال نہیں کہ اس کو تبدیل کرے"۔

یہ سن کر تمام صحابہ مطمئن ہو گئے اور اسامہ کی قیادت میں لشکر جانبِ شام روانہ ہوا۔ حضرت ابو بکر نے ان کو اس شان سے روانہ کیا کہ حضرت اسامہ گھوڑے پر سوار تھے اور حضرت ابو بکر ان کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے، ہدایات دے رہے تھے۔ حضرت اسامہ نے سن کر عرض کیا کہ اے امیر المومنین! مجھے اس سے شرم آتی یہ کہ میں سوار ہوں اور آپ پیدل۔ یا تو آپ بھی سوار ہو جائیں ورنہ میں بھی پیدل چلتا ہوں۔

اس پر حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا: "نہیں تم سوار رہو گے اور میں پیدل ہی چلوں گا اس لئے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ اگر کوئی

www.ahnafmedia.com

شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جائے اور دوسرا شخص اس کی مشابہت کے لئے اس کے ساتھ کچھ دور تک جائے تو اس شخص کو اس کے ہر قدم کے ساتھ سات سو نیکیاں ملیں گی۔ اس لئے میں تو اللہ کی راہ میں فضیلت حاصل کرنے کا محتاج ہوں"۔

حضرت اسامہ نے محاذ جنگ پر شاندار عسکری صلاحیتوں کا ثبوت بہم پہنچایا۔ شامیوں کو ہزیمت کی ذلت سے دوچار ہونا پڑا۔ آپ بے شمار مالِ غنیمت اور جنگی قیدی لے کر مدینہ واپس آئے اور صدیق اکبر نے مدینہ سے باہر نکل کر آپ کا استقبال کیا۔ لشکر اسامہ نے شاندار اثرات مرتب کئے جو قبائل مدینہ پر حملہ آور ہونے کے منصوبے بنا رہے تھے، تھم گئے۔ انہیں محسوس ہوا کہ مسلمانوں کے پاس بے پناہ فوجی طاقت ہے ورنہ سلطنتِ روم کے خلاف عسکری کاروائی نہیں کی جاسکتی۔

لشکر اسامہ کی روانگی سے قبل نصرانیوں کے حملہ کا خطرہ اس قدر شدید تھا کہ ایک دفعہ عتبان بن مالک نے یکبارگی حضرت عمر سے کہا: "غضب ہو گیا" حضرت عمر نے ہراساں ہو کر پوچھا "کیا ہوا؟ عیسائی آ گئے؟" یعنی عالم یہ تھا کہ ابھی حملہ ہوا، ابھی حملہ ہوا۔ لیکن حضرت اسامہ کی مہم سے عیسائی اس قدر مرعوب ہوئے کہ ابن عساکر کے بیاں کے مطابق قیصر روم نے پادریوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا دیکھو! یہ وہی لوگ ہیں جن سے میں تم کو خبردار کیا کرتا تھا لیکن تم نہیں جانتے تھے۔

تم ان عربوں کی جرات وہمت ملاحظہ کرتے ہو کہ ایک مہینہ کی مسافت پر آ کر تم پر چھاپے مارتے ہیں اور محفوظ ومامون اسی وقت واپس چلے جاتے ہیں"۔ یہ سات ہزار کا لشکر جس میں مرتد قبیلے کے پاس سے گزرا وہ اسلامی لشکر کی شوکت وسطوت کو دیکھ کر از سر نو مسلمان ہو گیا۔ اسامہ بن زید کے لشکر کی روانگی صدیقِ اکبر کے جذبہ اتباع رسول کی درخشاں مثال ہے۔

اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے انسائیکلو پیڈیا کا عیسائی مقالہ نگار لکھتا

www.ahnafmedia.com

ہے: ”پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو محسوس کر لیا تھا کہ جب تک شام کی جانب مہمات روانہ نہ کی جائیں گی عرب قبائل پر امن نہیں رہ سکتے۔ ابو بکر صدیق اس کی سیاسی اہمیت سے واقف تھے۔ اسی لئے باوجود سخت خطرات اور شدید مخالفت کے انہوں نے اسامہ کی زیرِ قیادت ایک بڑا لشکر روانہ فرمادیا تھا“۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے تشریف لے جانا تھا کہ پورے عرب میں یکایک بغاوت کا طوفان اس زور سے اٹھا کہ اسلام کی عمارت کے درو دیوار ہل گئے اور صحابہ اکرام اس میں محصور ہو گئے۔ تاریخ طبری میں ایک راوی کے بیان کے مطابق ”مسلمانوں کی حالت اس وقت اس بکری کی سی تھی جو موسم سرما کی بارش والی رات میں کھڑی ہو“۔ جو لوگ مرتد، باغی یا مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہوئے یہ زیادہ تر وہ نو مسلم تھے جنہوں نے کسی لالچ یا دباؤ میں آکر اسلام قبول کیا تھا لیکن ابھی اسلام ان کے دلوں میں راسخ نہیں ہوا تھا۔

اسی بنا پر بعض تاریخ نویسوں نے لکھا کہ ”حقیقت یہ ہے کہ وسائل آمد و رفت کی کمی، مبلغین کی باقاعدہ تنظیم کا فقدان اور قلت وقت ایسے اسباب تھے جن کی وجہ سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جزیرہ نمائے عرب کی ایک تہائی سے زیادہ مسلمان نہیں ہو سکی۔ خود حجاز جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سرگرمیوں کا مرکز تھا، اس کا حال یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ایک یا دو سال پہلے مکمل طور پر مسلمان ہوا تھا۔ دو وفود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، ان کو پورے عرب کا ترجمان نہیں کہا جا سکتا تھا۔ کسی وفد کے مسلمان ہونے کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہ تھی کہ اس قبیلے کے سرداروں نے اسلام قبول کر لیا“۔

اسلام کا جھنڈا بلند ہوا اور پے در پے فتوحات کے باعث اس کا قدم حجاز میں

www.ahnafmedia.com

جب مضبوطی سے جم گئے اور مدینہ میں ایک بااقتدار اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آ گیا تو ایران و روم کو اپنی فکر ہوئی۔ اس لئے انہوں نے ان عرب قبائل کو جو ان کے دست نگر اور احسان مند تھے، اسلام کے خلاف بھڑکانہ شروع کر دیا اور آخر کار انہیں بغاوت پر آمادہ کر لیا۔ غزوہ موتہ کا اہتمام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی لوگوں کی سرکوبی کے لئے کیا تھا۔ ابھی اس مہم کا اصل مقصد حاصل نہیں ہوا تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا وصال ہو گیا اور اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں کا جو مواد اندر ہی اندر پک رہا تھا، بغاوت کے آتش فشاں کی شکل میں اچانک پھوٹ پڑا۔ اس فتنے کی آگ کو بجھانے کے لئے عزم کی ضرورت تھی۔ حضرت ابو بکر لشکر اسامہ کے منتظر تھے۔ جونہی لشکر فاتحانہ واپس آیا آپ نے سرکش قبائل کی سرکوبی کے لئے گیارہ دستے بنائے جو درج ذیل ہیں:

1. حضرت خالد بن ولید کو طلیحہ کی سرکوبی کے بعد مالک بن نویرہ کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔
2. حضرت عکرمہ بن ابی جہلکو حضرت سلیمہ کذاب کے خلاف بھیجا۔
3. حضرت شرجیل بن حسنہ کو حضرت عکرمہ کی امداد اور اس کے بعد حضرموت کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔
4. حضرت عمرو بن العاص کو مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔
5. حضرت خالد بن العاص کو سرحد شام کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔
6. حضرت حذیفہ بن محصن کو مرتدین ربا کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔
7. حضرت طریفہ کو بنو مسلم اور بنو ہوازن کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔
8. حضرت مرید بن مقون کو اہلِ تھامہ یمن کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔
9. حضرت علاء حضرمی کو بحرین کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔

www.ahnafmedia.com

10. حضرت عرفجہ بن ہرثمہ کو مہرہ کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔

11. حضرت مہاجر بن امیہ کو اسود عنسی کے پیروں کی سرکوبی پر مامور کیا گیا۔

ان لشکروں کی روانگی سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق نے قاصدوں کے ذریعے ایک عام اعلان تمام مرتد قبائل کی طرف بھیج دیا جس میں ان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر وہ سرکشی سے باز آجائیں اور احکام اسلام کی پابندی اختیار کریں تو ان سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح ہر سپہ سالار کو جاتے وقت اس کے متعلق مختلف ہدایات دیں۔ مدینہ منوہ میں تین دن اور تین راتیں ایسے گزریں کہ عورتوں اور بچوں کے سوا کوئی مرد شہر میں موجود نہ تھا۔ اللہ پاک نے حضرات صحابہ کی اس قربانی کو قبول فرما کر تمام مخالف فضا کو اسلام کے حق میں ہموار کر دیا اور لوگوں کے لئے ہدایات کے عمومی فیصلے فرما دیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ ہی میں نبوت کے بعض جھوٹے دعویدار پیدا ہو گئے تھے۔ مسیلمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی نبوت کا دعویٰ کیا مگر شمع رسالت کی موجودگی میں اس کی نبوت کا چراغ نہ جل سکا۔ مرد تو مرد عورتوں کو بھی یہ جنون ہوا چنانچہ قبیلہ تمیم کی سجاح نامی عورت نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔

اسی طرح طلیحہ اسدی بنی اس کا سردار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی اطلاع پاکر اس پر بھی نبوت کا خبط وار ہوا۔ اس نے اپنی قوم میں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ بنو اس، طے اور بنو غطفان کے اکثر لوگ اس کے ہمنوا بن گئے۔ طلیحہ نے اس کثیر اجتماع کے ساتھ سرزمین نجد میں چشمہ راءو پر پڑاؤ ڈالا۔

حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت خالد بن ولید کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا تھا۔ حضرت عدی بن حاتم کی تمام کوششوں سے قبیلہ طے کے تمام آدمی طلیحہ سے علیحدہ ہو گئے اور دوبارہ اسلام قبول کر کے خالد بن ولید کی فوج میں شامل ہو گئے۔ خالد

www.ahnafmedia.com

اور طلیحہ کے لشکر کا بزاخہ کے مقام پر مقابلہ ہوا، طلیحہ کے لشکر کو شکست ہوئی۔

طلیحہ اپنی بیوی کے ہمراہ شام بھاگ گیا۔ مدینہ آکر دوبارہ مسلمان ہوا۔ طلیحہ نے اس کے بعد عراق کی فتوحات میں شامل ہو کر بہادری کے جوہر دکھائے اور اپنے سابقہ گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کی کوشش کی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پا جانے کے بعد بنو تمیم میں سے بعض لوگ اسلام سے منحرف ہو گئے اس اثناء میں بنو ثعلب میں سے جو کہ بنو تمیم کی ایک شاخ تھی، سجاح بنت حارث نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

سجاح نے اپنے پیروکاروں کے لئے نمازِ پنجگانہ تو لازمی رکھی لیکن بعض فحاشی اور ناجائز باتوں کو جائز قرار دیا۔ بنو تمیم کی شاخ ہربوع کے لوگ اپنے سردار مالک بن نویرہ کے ساتھ سجاح کے ساتھ مل گئے مگر بنو تمیم کے کچھ لوگوں نے نہ صرف اس کی نبوت کو تسلیم نہ کیا بلکہ یہاں تک ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا کہ وہ یہاں سے یمامہ بھاگنے پر مجبور ہو گئی۔

یہاں اس نے مسیلمہ کذاب سے شادی کر لی۔ بعض روایات میں سجاح کا آخر میں مسلمان ہونا بھی ملتا ہے۔ جب مالک بن نویرہ اکیلا رہ گیا تو اس نے فوج کو منتشر ہونے کا حکم دیا اور خود خالد بن ولید کے سامنے پیش ہو گیا۔ خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ کو قتل کروا دیا۔

یمامہ کا ایک وفد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی حاضر ہوا تھا اور اسلام قبول کیا تھا۔ اس وفد میں ایک شخص مسیلمہ بھی تھا۔ اس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے عرض کیا کہ میں اس شرط پر اسلام قبول کروں گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد مجھے اپنا خلیفہ بنائیں، مگر یہ یہاں سے ناکام لوٹا۔

www.ahnafmedia.com

حضور کی بیماری کے ایام میں مسیلمہ بہت زور پکڑ گیا اور اس کے قبیلے کے لوگ قبائلی تعصب میں اندھے ہو کر اس کے گرد جمع ہو گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے عکرمہ بن ابی جہل کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا اور ہدایات دیں کہ شرجیل بن حسنہ کی کمک کا انتظار کیا جائے مگر عکرمہ نے جوش میں جلد بازی کی اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر حضرت ابو بکر نے خالد بن ولید کو بھیجا جنہوں نے ایک جونریز جنگ کے بعد مسیلمہ کو شکست دی اور وہ وحشی بن کر حرب کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اسود عنسی کی جماعت میں خود بخود اختلافات پیدا ہو گیا اور وہ اپنے ساتھی قیس کے ہوتھوں نشہ کی حالت میں مارا گیا۔ غرض چند دنوں میں نبوت کے تمام جھوٹے دعویداروں کا خاتمہ ہوا اور امت نے ایک بڑے عذاب سے نجات پائی۔

ایک فتنہ انکارِ زکوٰۃ بھی تھا، بعض قبائل جو نو مسلم تھے انہوں نے باقی تمام ارکان اسلام کو مانتے ہوئے زکوۃ کا انکار کر دیا، انہوں نے اس مقصد کے لئے مدینہ وفد بھیج کر خلیفۃ المسلمین سے مطالبہ بھی کیا کہ ان سے زکوۃ نہ لی جائے۔ آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا اکثر صحابہ کی رائے یہ تھی کہ فی الحاظ ان سے تعرض نہ کیا جائے۔ حضرت عمر اور حضرت علی نے بھی ان سے نرمی برتنے کا مشورہ دیا۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا:

خدا کی قسم! اگر یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اونٹ کے ساتھ زکوۃ کے ساتھ رسی بھی دیتے تھے اور آج صرف رسی سے انکار کریں تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔

آپ نے یہ الفاظ نہایت ہی جوش اور ولولے کے ساتھ ادا فرمائے، حضرت عمر نے آپ کی یہ باتین سن کر فریاما: ”یہ کلام سن کر میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کے سینے کو جہاد کے لئے کھول دیا ہے۔ جب لشکرِ اسامہ واپس آگیا تو آپ انہیں مدینہ میں اپنا قائم مقام بنا کر عبس اور زبیان قبیلے کے مقابلے کے لئے روانہ ہو گئے اور

www.ahnafmedia.com

ان قبائل کو شکست دے کر ان کی چراگاہیں مسلمان مجاہدین کے گھوڑوں کے لئے وقف کر دیں اور خود مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔ اس کاروائی کے بعد منکرینِ زکوٰۃ نے خود مدینہ حاضر ہو کر زکوٰۃ کی رقم بیت المال میں جمع کروائی۔"

اس آزمائش کے دور میں صدیقِ اکبر نے لشکروں کی تیاری، سپہ سالاروں کے صحیح انتخاب اور موزوں تر عمل و ہدایات جاری کرنے میں لاثانی مہم و فراست، تدبر و دوراندیشی کا مظاہرہ کیا یہی وجہ ہے کہ بدترین دشمنانِ اسلام یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ اگرچہ صدیقِ اکبر کا دور مختصر ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی سربلندی آپ ہی کے کے مرہونِ احسان ہے۔ آپ نے نوزائیدہ اسلام کو ختم ہونے سے بچالیا۔

جس عظیم و لاثانی کارنامے کو دنیاوی حکمران برسوں میں انجام نہیں دے سکتے، صدیق اکبر نے نصرت ربانی سے اپنے چند مہینوں میں پورا کر دیا۔ کمزور ایمان والوں کی تطہیر قلب و نظر کی اور کے دلوں میں ایمان راسخ کیا اور اسلام کیا رفیع الشان عمارت کو غیر متنزل چٹان پر استوار کیا۔

جو لوگ ایمان کی کمزوری کے باعث اور پنے عقائد کو درست ثابت کرنے کی غرض سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کی ذات و شخصیت پر بے جا سوالات اٹھاتے ہیں انہیں وسیع النظری سے کام لیتے ہوئے صرف ایک بار تاریخ اسلامی میں رقم تمام حقائق و شواہد کی روشنی میں صدیق اکبر کی اسلامی خدمات و قربانیوں کا جائزہ لینا چاہئے۔

میرا بلکہ میرے ساتھ ساتھ تمام حقیقی مومنین کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ پر انگی اٹھانے کی بجائے آپ کے ناموس پر انگلی اٹھانے والوں کے خلاف قلم بصورتِ تلوار اٹھاتے ہوئے نظر آئیں گے۔

www.ahnafmedia.com

اللہ والوں کی صحبت

کاشف الرحمان، پپی

مولانا رومی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: لومڑی کی بزدلی مشہور ہے لیکن جس لومڑی کی کمر پر شیر کا ہاتھ ہو کہ تم گھبرا نا مت، میں تیرے ساتھ ہوں تو بزدلی کے باوجود شیر کے فیض سے اس قدر باہمت ہوتی ہے کہ چیتوں کے ساتھ ٹکر کھانے کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔

یہی حال حق تعالیٰ کے خاص بندوں کا ہوتا ہے کہ وہ مال کے نہ ہونے کے باوجود کسی قسم کے باطل سے نہیں ڈرتے، نہ خوف زدہ ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ ان اولیاء اللہ کے دلوں میں، دماغ میں اللہ تعالی ہوتا ہے اور اللہ جس کے ساتھ ہوتا ہے اسے کوئی شخص چاہے پوری دنیا کا بادشاہ ہو وزیر ہو جو بھی ہو اسے کسی قسم کا نقصان نہیں دے سکتا۔

بھائیو، بہنو! یہ دنیا اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے اور یہ نعمت تب بنے گی جب ہم اپنے آپ کو اللہ والوں کے سپرد کریں گے ان کی خدمت کو سعادت سمجھیں، اگر انسان سر سے پاؤں تک، پاؤں کے ناخن سے لے کر عرش تک گناہ کرلے اور ایک مرتبہ اہل اللہ کی صحبت میں آکر توبہ کریں تو اس کے لیے آقائے نامدار، سرور دوعالم، امام الانبیاء، سید الانبیاء، خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے گناہ سے توبہ کرنے اللہ والوں کے پاس آتا ہے اور توبہ کرتا ہے۔ کیونکہ نیک بستی میں جاکر یا نیک بندوں پاس جاکر توبہ کرے، تو جلدی قبول ہوتی ہے۔

آج مسلمان جتنا بھی اولیاء اللہ کے صحبت سے دور ہوتے جاتے ہیں اتنا زیادہ شیطان کے قریب پہنچ رہا ہے شیطان اس پر جلد حملہ آور ہوتا ہے اگر انسان نیک

www.ahnafmedia.com

عمل نہ بھی کر سکے تو ان اولیاء اللہ کی صحبت کی برکت سے اللہ تعالی اس کو بخشتا ہے۔

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ گناہگاروں کی ایک بستی کا نام "کفرہ" تھا وہاں ایک آدمی نے سو قتل کر دیے تو وہ ایک عالم کے پاس گیا اور کہا کہ میں نے سو قتل کیے ہیں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے تو اس عالم نے کہا کہ فلاں بستی میں جاؤ وہاں صالحین رہتے ہیں جس کا نام "نصرہ" ہے وہاں تمہاری توبہ قبول ہو گی ابھی وہ شخص راستے میں تھا کہ عزرئیل علیہ السلام نے اس کی روح قبض کر لی۔ لیکن جب اس کی روح نکل رہی تھی تو اپنے سینے کو اس علاقے کی طرف گھسیٹ دیا تھا تا کہ قریب ہو جاؤں اور اسی حال میں وہ شخص مر گیا۔ تو نیک اور بد دونوں قسم کے انسانوں کی روح کو لے جانے والے فرشتے آ گئے اور آپس میں جھگڑنے لگے ان کی روح ہم لے جائیں گے تو فوراً اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم زمین کو ناپ لو اگر زمین کفرہ کے قریب ہے تو برے آدمی کی روح لے جانے والے فرشتے اس کی روح لائیں اور اگر صالحین کی بستی کے قریب ہے تو نیک آدمی کی روح والے فرشتے اس کی روح لائیں، جب فرشتے زمین ناپنے لگے تو اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ نیکوں والی بستی کی زمین قریب ہو جاؤ اور جو گناہوں والی بستی تھی اس زمین کو حکم دیا تو دور ہو جاؤ۔ جب فرشتوں نے زمین ناپ لی تو بروں کی بستی کفرہ سے اس کا فاصلہ زیادہ نکلا اور صالحین کی بستی نصرہ سے اس کا فاصلہ کم تھا چنانچہ نیک لوگوں کی روح والے فرشتے اس کی روح کو ہاتھوں ہاتھ لے کر آسمان پر گئے۔

(بخاری ج ا ص ۴۹۳ باب حدیث الغار)

محدثین فرماتے ہیں کہ کم تو اللہ نے کر دیا پھر پیمائش کا کیا فائدہ، اس کا جواب یہ ہے کہ ھذا فضل فی صورۃ عدل۔ عدل کی صورت میں فضل پوشیدہ تھا یعنی فرشتوں کے ذریعہ سے زمیں کی پیمائش کرنا عدل ہے اپنے حکم سے زمین کو قریب کرنا فضل ہے تو اللہ کی یہ شان ہے۔

www.ahnafmedia.com

میرے اکابر

راؤ فہد ارشاد

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ:

دارالعلوم دیوبند جو ہندوستان میں اسلامی علوم وفنون کا دمکتا آفتاب ہے اور جس کی شعاعیں ہند سے نکل کر پاکستان۔۔۔انڈونیشیا۔۔افریقہ۔۔ایران۔۔۔نیپال ۔۔۔برما۔۔۔اور دنیا کے دوسرے خطوں میں پھیلیں ہیں۔ جس کو دیکھ کر رشید رضا مصری نے اعتراف کیا تھا کہ میرا یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ دنیا سے علم حدیث اٹھ چکا ہے بلکہ دارالعلوم دیوبند دیکھ کر یقین کرنا پڑا کہ علم حدیث اپنی پوری تابانی کے ساتھ موجود ہے اور ان شاءاللہ موجود رہے گا۔

دارالعلوم دیوبند کا پہلا طالب علم:

حضرت میاں اصغر حسین لکھتے ہیں:

حضرت مولانا شیخ الہند کی عمر پندرہ سال کی تھی اور ابھی آپ قدوری اور تہذیب پڑھ رہے تھے کہ دیوبند میں خدا تعالیٰ کے مقبول اور سراپا اخلاص بندوں کی تجویز سے ۱۵ محرم ۱۲۸۳ء کو ایک عربی مدرسہ کا اجراء ہوا اور مولانا محمد محمود دیوبندی رحمہ اللہ؛ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس کی تجویز سے پندرہ روپے ماہوار مشاہرہ پر مقرر ہوئے اور دیوبند کی مشہور مسجد چھتہ میں تعلیم عربی شروع ہوئی ہمارے حضرت مولانا اجراء مدرسہ سے سابقین اولین طلبہ میں داخل ہوئے۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات:

دیوبند کا یہ مدرسہ چونکہ ابھی نیا نیا تھا گو یہاں طلبہ کا بڑا مجمع اکھٹا ہو چکا تھا مگر

www.ahnafmedia.com

وہ دورہ حدیث کا کوئی خاص انتظام نہ تھا اس لیے صحاح ستہ کیلیے شیخ الہند کو مدرسے کے سرپرست حضرت نانوتوی کی خدمت میں حاضر ہونا پڑا حضرت میاں صاحب لکھتے ہیں آج کے طلبہ اس کی لذت کو کیا جانیں گے جو حلقہ نما عمارت میں رہتے ہیں اور ان کی راحت وآرائش کے سارے سامان مدرسے میں فراہم کرتے ہیں جہاں بجلی کی روشنی ،مشین کا پانی، پختہ آرام دہ کمرے اور ضروریاتِ زندگی کی ساری چیزیں مہیا ہوتی ہیں۔

حضرت شیخ الہند کا طرز تعلیم:

حضرت نانوتوی کا طرز تعلیم کیا تھا؟اور تلامذہ کو اس کی نزاکت کا کس قدر پاس تھا لکھتے ہیں: مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کی خدمت میں سبق پڑھنا کچھ آسان کام نہ تھا عبارت میں غلطی کرنا یا ترجمہ سمجھنے کے خیال سے ٹھہرنا تو گناہ کبیرہ تھا اس قسم کے امور اور بے موقع سوال سے مولانا نانوتوی رحمہ اللہ مکرر ہو جاتے اور سبق کا لطف ہی جاتا رہتا۔ جو شخص ذہین و مستعد ہوتا اور اصل کتاب پہلے سے سمجھے ہوئے ہوتا وہ مولانا کے مضامین سمجھنے کی امید کر سکتا تھا اچھے اچھے استعداد کے مولوی اس شرط پر شریک کئے جاتے تھے کہ صرف سنتے رہیں عبارت پڑھنے یا کچھ دریافت کرنے کا حق نہ ہو گا لوگ خوشی سے قبول کرتے اور حاضر ہوتے۔

درس میں تحقیقی تقریر:

کون نہیں جانتا کہ استاد کی تقریر سے دراصل وہی مستفید ہوتا ہے جو مطالعہ کر کے آیا ہو اور اس نے اس مطالعہ میں مشقت جھیلی ہو کہ سبق میں کیا کیا اشکالات ہیں اور اس کے حل کا کیا طریقہ ہے؟ کہاں الجھاؤ ہے اور یہ الجھاؤ کہاں سے پیدا ہو رہا ہے جو طلبہ ہی اندھے کی طرح جا کر درسگاہ میں بیٹھ جاتے ہیں وہ غریب کیا جانیں کہ استاد نے مسئلہ کے حل میں کیا بات فرمائی اور کیا نکتہ بیان کیا۔

www.ahnafmedia.com

کتب احادیث حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے:

شیخ الہند نے قدرت کی طرف سے طبع سلیم، ذہین ثاقب اور قوی حافظہ تو پایا تھا لیکن اس کے ساتھ مطالعہ، محنت، استاد کی خدمت نے ان کو اجاگر کیا۔ گویا دورہ حدیث اور بعض دوسری کتابوں کے پڑھنے میں آپ کو حضرت نانوتوی کی خدمت ۱۲۸۴ء سے ۱۲۸۹ء تک چار سال رہنا پڑا اور ذی قعدہ ۱۲۹۰ء میں آپ کی دستار بندی ہوئی اس عرصہ میں آخر کے ایک دو سالوں میں جب حضرت نانوتوی کا قیام دیوبند میں رہا تو آپ خود پڑھتے بھی تھے اور مدرسہ میں طلبہ کو درس بھی دیا کرتے تھے جیسا کہ پرانے زمانے کا دستور تھا کہ منتہی طلبہ سے درس و تدریس کا کام بھی لیا جاتا تھا۔

استاد کی خدمت اور تیمارداری:

حج کے دنوں بحری جہاز کے اندر حضرت نانوتوی بیمار ہو گئے حضرت میاں صاحب کی زبانِ قلم سے ہی سے سنئے۔

حضرت مولانا قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مقامات مقدسہ اور اپنے بزرگوں کی جدائی کی کوفت اور خانہ کعبہ کے ادب واحترام کی وجہ سے دور تک پاپیادہ چلنے کی تکلیف سے جدہ پہنچ کر بخار ہو گیا اور پھر جہاز کی تنگی اور کشمکش سے اس پر اضافہ ہو گیا اور رفتہ رفتہ مرض اتنا بڑھا کہ سب مایوس ہو گئے۔ نہ دوائی تھی نہ علاج اور نہ جائے راحت وسکون۔ تاہم حضرت مولانا (شیخ الہند) نے خوب حق خدمت ادا کیا شدتِ مرض میں تمام تمام رات بیدار رہے۔ عدم پہنچ کر لیموں خریدا کہیں سے کنیں کہیں سے گلاب دستیاب کر کے کھلایا مولانا (نانوتوی) کو کسی قدر رفاقہ ہو تو قافلہ کی جان میں جان آئی حضرت مولانا اپنے استاد اور پیر و مرشد کو اپنے وطن قصبہ نانوتہ میں پہنچ کر ربیع الاول ۱۲۹۵ء میں دیوبند واپس آئے۔

www.ahnafmedia.com

مخلص دوست

علی احسن

بس، بس رہنے دو میری بھلائی، میں خود سمجھتا ہوں اپنی بھلائی اپنی برائی کو، تم اپنے کام سے کام رکھو بس، ندیم نے اسی طرح تنکتے ہوئے کہا۔

نشید نے کہا: ٹھیک ہے، ابھی تو میں جارہا ہوں مگر میری یہ بات یاد رکھنا، آئندہ کسی معصوم پرندے کو اپنے ظلم کا نشانہ بنایا تو ٹھیک نہیں ہو گا، یہ کہہ کر نشید نے جانے کے لیے جیسے ہی اپنا قدم آگے بڑھایا ندیم نے ایک اور کبوتر کو نشانہ بنا کر اس کی جان لے لی، نشید یہ دیکھ کر اس پر جھپٹا اور اس کے ہاتھ سے غلیل چھین لی، ندیم اپنی غلیل اس سے واپس لینے کے لیے بپھرے ہوئے انداز میں جھپٹا مگر نشید جھکائی دے کر تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا، نہ جانے کیسے ندیم کا پیر پھسلا، وہ ڈگمگایا، سنبھلنے کی کوشش کی مگر اوندھے منہ زمین پر گر پڑا، جس جگہ وہ گرا تھا وہیں ایک بڑا نوکیلا پتھر پڑا ہوا تھا جو اس کی پیشانی میں بری طرح چھب گیا اور پیشانی سے خون کی دھار بہہ نکلی، نشید نے یہ دیکھا تو واپس پلٹا۔

اس نے ندیم کو اٹھایا اور اپنا رومال اس کے زخم پر رکھ کر خون روکنے کی کوشش کرنے لگا، مگر جب ناکام رہا تو اسے ساتھ لے کر قریبی کلینک لے گیا، ڈاکٹر نے دیکھا زخم گہرا تھا، پوچھا یہ کیسے لگا تو نشید نے ساری بات بتادی۔

ڈاکٹر نے کہا: بیٹے شکر کریں، یہ قدرتی سزا ہے، اللہ کی طرف سے آپ کے ظلم کی، آپ کو ایک اچھا دوست ملا ہے جو آپ کو غلط کام سے روکنا چاہتا ہے، آپ نے قرآن مجید پڑھا ہے، ندیم نے اقرار میں سر ہلا دیا۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ سورۃ الزلزال یاد ہے آپ کو، ندیم نے پھر اقرار

www.ahnafmedia.com

میں سر ہلا دیا، شاباش یہ تو بہت اچھی بات ہے ذرا سنائیے تو سہی، ڈاکٹر صاحب نے ندیم سے بڑے ہی دوستانہ انداز میں کہا۔

ندیم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سورۃ الزلزال سنا دی- ماشاءاللہ، آپ کو اچھی طرح یاد ہے، اور پڑھتے بھی بہت پیارے انداز میں ہیں۔

اب ذرا یہ بتائیں آپ کو اس کا ترجمہ بھی آتا ہے، اس پر ندیم نے انکار میں سر ہلا دیا۔

ارے بھائی، یہ کیا بات ہوئی، آپ نے قرآن مجید پڑھا، سورت بھی یاد کی مگر اس کا ترجمہ نہیں معلوم آپ کو، پھر ایک گہری سانس لیتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے کہا۔

ترجمہ جاننے سے پہلے آپ یہ جان لیں کہ قرآن مجید کی یہ سورۃ مدنی ہے اور اس میں سات آیات ہیں، پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: جب زمین اپنی پوری شدت سے ہلا ڈالی جائے گی

اور دوسری آیت میں کہا ہے اور انسان کہے گا یہ کیا ہو رہا ہے؟

پھر اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اس روز وہ اپنے اوپر گزرتے ہوئے حالات بیان کرے گی کیوں کہ تیرے رب نے اسے ایسا کرنے کا حکم دیا ہو گا، اس روز لوگ متفرق حالت میں پلٹیں گے تاکہ ان کے اعمال ان کو دکھائے جائیں۔

پھر آخری دو آیات میں سے ایک آیت میں کہا ہے کہ پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور دوسری آخری آیت میں کہا ہے کہ جس نے ذرا برابر بھی بدی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

پھر ایک گہری سانس لیتے ہوئے آگے کہا بیٹے میں نے پہلے کہا تھا یہ قدرتی سزا ہے جو آپ کو اسی وقت مل گئی یہ آپ کے ظالم کی جو بے زبان، معصوم پرندوں کی

www.ahnafmedia.com

جان لے کر کرتے ہیں کی ملی ہے، پھر آپ کا دوست اپنی دوستی، اپنی اسلامی تعلیم اور اسلامی اخوت، محبت کا خیال کرتے ہوئے آپ کو میرے کلینک تک لے آیا یہ بھی اللہ کی طرف آپ کے دوست کے دل میں ڈالی گئی بات ہے۔

ذرا سوچیے وہ آپ کو زخمی حالت میں وہیں پڑا چھوڑ کر اپنے گھر چلا جاتا تو بروقت طبی امداد نہ ملنے پر آپ کے زخم کی نوعیت کیا ہوتی کی زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے آپ کمزوری محسوس نہ کرتے اور ندیم ڈاکٹر صاحب کی کسی بھی بات کا کوئی جواب نہیں دے سکا۔

اس کی گردن ندامت سے جھکی ہوئی تھی، وہ اپنے عمل پر شرمسار تھا اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے کرم کا شکر ادا کر رہا تھا جس نے نشید کی صورت میں ایک اچھا مخلص دوست اور ڈاکٹر صاحب کی صورت میں ایک اچھا رہنما۔

جب وہ نشید کے ساتھ کلینک سے باہر نکلا تو دل ہی دل میں فیصلہ کر چکا تھا کہ آئندہ وہ کسی بھی پرندے کو کسی بھی کمزور کو ناحق اپنے ظلم کا نشانہ نہیں بنائے گا۔

ایک دن ندیم نے صبح سویرے مٹھی بھر باجرے کے دانے اپنے آنگن میں ڈال دیے، دانے دیکھ کر کئی کبوتر اور دوسرے پرندے دانہ چگنے صحن میں آ گئے، ندیم کو دانہ چگتے ہوئے پرندے بہت اچھے لگ رہے تھے۔

آج اسے احساس ہو رہا تھا کہ ظلم وہ ہے جس سے دل و دماغ میں چبھن ہی محسوس ہو اور نیکی وہ جس سے دل و دماغ میں خوشی، سکون اور اطمینان کا احساس پیدا ہو۔ اب ندیم وہ پہلے والا ندیم نہیں رہا تھا۔

اس کا ہر فعل، ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا اور پیارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق ہو گیا تھا، اس کی سوچ کا عمل بالکل بدل چکا تھا، نشید اب اس کا سب سے مخلص دوست تھا۔

www.ahnafmedia.com

آہوں کا رستا لہو

اشرف عاصمی

ماں اپنے لاڈلے جواد اور لاڈلی زیبا پر اپنی پہاڑ جیسی جوانی قربان کر چکی تھی۔ جیسے تیسے کر کے محنت مزدوری کی جواد کو تعلیم دلوائی اسی طرح چھوٹی زیبا کو بھی اُس نے پڑھایا۔ماں سارا دن لوگوں کے کپڑے سیتی یوں اُس نے اپنے خاوند کی موت کے بعد اپنے گھر کی روٹی، پانی کا انتظام چلایا۔ جب اُس کا خاوند اُسے اکیلا چھوڑ کر منوں مٹی میں جا سویا تھا اُس وقت جواد تین سال کا تھا اور زیبا چھ ماہ کی تھی۔

جواد کو اپنے باپ سے بڑا پیار تھا اُس نے اپنی توتلی زبان سے ابا کہنا سیکھا ہی تھا کہ اُسکا پیارا لاڈو ابا اپنے ننھے سے جواد اور معصوم بیٹی زیبا اور اپنی وفا کا پیکر بیوی کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے ایسے دیس روانہ ہو گیا تھا جہاں سے واپسی کبھی کسی کی آج تک نہ ہوئی ہے۔ جہاں سے کبھی کسی کے خط کا جواب بھی نہیں آیا کرتا۔

یوں رخشیندہ جو ابھی مشکل سے چوبیس سال کی ہوئی تھی بیوگی کے پُل صراط پر سے گزرنے کے لیے سوائے اُس کے رب کے اُسکا کوئی سہارا نہ تھا۔ ماں باپ اُسکے بچپن میں ہی چل بسے تھے۔

اور اُس کو کسی کی خبر نہ تھی بس اتنا پتہ تھا کہ محلے کے ایک بزرگ نے اُسے بیٹی بنا کر پالا اور اُسکا بیاہ کر دیا اور بس اُسکے بابا نے بھی شاید اپنی سانسوں کو ننھی رخشیندہ کے لیے سنبھال رکھا تھا جیسے ہی اُسکا بیاہ ہوا وہ بزرگ بھی داغِ مفارقت دے کر اپنے خالقِ حقیقی کو جا ملا۔

رخشیندہ کی زندگی میں بہار اور خزاں جیسے الفاظ میں کوئی فرق نہ تھا۔

اُسے اتنا پتہ تھا کہ رب کا کام روٹی دینا ہے اور بندے کا کام کھانا ہے اُس

www.ahnafmedia.com

روزی روٹی کو جب تک اس رب نے سانسیں دے رکھیں ہیں۔ کیونکہ اُس کو پتہ تھا کہ جس ڈوری کے ساتھ بندے کی سانسیں بندھی ہوئی ہیں وہ ڈوری ایک ایسے ہاتھ میں ہے جو کہ پوری انسانیت اور سارے جگ کا مالک ہے اور وہ کچا ہاتھ نہیں بلکہ بہت پکا اور مضبوط ہے اس لیے رخشیندہ نے مایوس ہونا تو کبھی سیکھا ہی نہیں تھا۔

اِسی لیے تو جب اُس کے شوہر کی وفات ہوئی تو وہ اپنے رب کے اس فیصلے پر صابر و شاکر ہو کر ایک نئی راہ پر چل پڑی اس راہ میں اب اُس کے ساتھ اُسکا ننھا جواد اور معصوم زیبا بھی تھی یہ سفر بھی تو رب نے اُسکے لیے چنا تھا تو رب خراب راستے اپنے بندے کے لیے کیسے چُن سکتا ہے وہ تو اپنی مخلوق سے محبت کا سلوک کرتا ہے۔ رخشیندہ اپنے طور پر دن رات محنت کر کے اپنے بیٹے اور بیٹی کو پالتی رہی۔ ننھا جواد جب جب سکول جاتا تو ماں اُس کو ڈھیروں دُعائیں دیتی۔ جواد کو دھن تھی کہ وہ بڑا انسان بنے گا۔ ماں اُسکو سمجھاتی کہ بڑا انسان وہ ہوتا ہے جو کہ دوسرں کا خیال رکھے اُن کے دکھ درد میں شریک ہو۔

ماں ہمیشہ جواد کو نصعیت کرتی کہ بیٹا کبھی محنت سے جی نہیں چُرانا، رب پاک سے ناامید کبھی نہیں ہونا۔ ننھے جواد کے اندر یہ سوچ اُس کی ماں نے جاگزیں کر دی تھی کہ رب ہی کارساز ہے اور اُس سے ناامید ہونا گناہ ہے اور اسی سوچ میں جواد پروان چڑھا۔ جواد کی سوچوں میں یہ راسخ ہو چکا تھا کہ جو کچھ رب پاک نے کرنا ہے وہی ہونا ہے انسان کا کام صرف نیک نیتی سے محنت کرنا ہے جواد میٹرک میں جب سکول میں اول آیا تو اُسکی ماں کے خوشی سے آنسو نکل آئے۔

ماں نے گھر میں رب کے پیارے رسول ﷺ کی تعلیمات پر مشتمل اچھی باتوں کی ایک محفل منعقد کی جس میں خواتین نے بھرپور شرکت کی۔ جواد کی کامیابی کے پیچھے درحقیت وہ جذبہ کارفرما تھا کہ ہمیشہ سچ بولنا ہے اور محنت کرنی ہے۔

www.ahnafmedia.com

رخشیندہ کی تربیت نے جواد کو ایک مثالی طالبعلم بنا دیا تھا۔ جواد ایف ایس سی کر کے ڈاکٹر بننا چاہتا تھا۔ ماں کے پاس وسائل بہت کم تھے۔ لیکن وہ بھی دُھن کی پکی تھی اور اُسے اپنے رب کی رحمت پر اتنا یقین تھا جتنا کہ اُس کو اس بات پر یقین تھا کہ وہ انسان ہے اور مسلمان ہے۔ رب پاک کی رحمتوں کے سائے تلے جواد پڑھتا چلا گیا۔ جواد کی ماں کی محنت تو تھی ہی لیکن جواد بھی کسی طرح سے بھی محنت سے جی چُرانے والا نہیں تھا۔

رخشیندہ نے بیشمار تکلیفوں کے باوجود جس طرح سے اپنے لال کی تربیت کی تھی اُس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ اس لیے جواد اپنی ہر کلاس کے اُستاد کی آنکھ کا تارا بن جاتا۔ جواد کی پڑھائی سے لگن اور زندگی کے معاملات میں ایک پختہ سوچ اور رائے نے اُس کو اپنے ساتھی لڑکوں سے ممتاز کر رکھا تھا۔ اُسکی کامیابی کے حصول کے مقصد کے راہ میں حائل رکاوٹیں کبھی بھی اُس کے حوصلوں کو پست نہ کر سکیں۔ ہر ہر مشکل گھڑی اُس کو کامیابی کے نزدیک اور مایوسیوں سے دور کرتی جا رہی تھی۔

ماں کو اپنے لاڈلے کی فکر تو رہتی لیکن اس کی ممتا نے جواد کو اُن راستوں کا راہی بنا دیا تھا۔ جہاں دکھ اور سکھ غمی اور خوشی سب پر بندہ اپنے رب کی رضا پر شاکر رہتا ہے۔ جواد کی زندگی ایسے عنوان سے عبارت تھی جہاں بچے بچپن سے سیدھا بڑھاپے میں پہنچ جاتے ہیں۔ زندگی اُن کے لیے بوجھ نہیں بلکہ اُستاد بن جاتی ہے تو بھلا پھر کبھی کوئی اُستاد سے گلا شکوہ بھی کرتا ہے۔ وہ عام لڑکوں کی طرح نہ کھیلا کودا نہ کبھی دوستیاں پالیں اور نہ من پسند کی کبھی شاپنگ کی۔

وقت کے سمندر نے جواد کو ایک ایسا گوہرِ نایاب بنا دیا تھا جو کہ کسی بھی لمحے مایوسیوں کے قریب نہ پھٹکتا تھا۔ اُس کے سامنے تو ماں اور رب کی رضا ہی مقدم تھی کیوں ایسا نہ ہوتا جواد تو تھا ہی سراپا عجز و انکسار۔

www.ahnafmedia.com

ماں خوش تھی باپ کی شفقت سے محروم بچہ اپنے رب کے سہارے زندگی کی منازل طے کر رہا تھا۔ رشتے دار تو کوئی تھا ہی نہیں محلے دار جو تھے وہ جواد اور اُسکی ماں کی قسمت پر رشک کرتے تھے۔ جواد کبھی کبھار اگر حالات کی تنگی سے اُکتا جاتا تو وہ رات کو اپنی چھت پر چلا جاتا اور اور آسمان کے ستاروں کو دیکھ کر آنسو بہا کر اپنا من ہلکا کر لیتا۔

یوں دن بیتتے چلے گئے۔ زندگی کا سفر ہر دم رواں رہتا ہے یہ تو انسان کے احساسات ہیں جو اس کو کبھی خوشی کبھی غم دیتے ہیں۔ ورنہ زندگی تو روز اول سے ہی زندگی ہے وہ تو رکتی نہیں اُسے تو بس چلتے رہنا ہوتا ہے۔ انسان کو جب خوشیاں میسر آتی ہیں تو اُسکو وہ اپنا حق سمجھ لیتا ہے لیکن جب دُکھ ملتے ہیں تو تب وہ خیال کرتا ہے کہ اُس کے ساتھ تو بڑا ظلم ہو گیا ہے۔ وہ چیختا اور چلاتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو رب کی رضا پر قانع ہوتے ہیں وہ اللہ کے شیر بن جاتے ہیں۔

اُن کو پھر رُباہی نہیں آتی وہ اپنی تقدیر کو خود سنوارتے ہیں اور اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں پر کسی دوسرے کو موردِ الزام نہیں ٹھراتے۔ جواد کو تو بس اگے بڑھنا تھا۔ وہ ایف ایس سی کے امتحان میں اچھے نمبروں سے کامیابی حاصل کرنے کے بعد میڈیکل کالج چلا گیا۔

میڈیکل کالج میں اُس کو سکالرشپ ملا جسکی وجہ سے اُسکی ماں سے کافی بوجھ کم ہو گیا۔ یوں ایک دن جواد ایم بی بی ایس کی ڈگری لے کر ڈاکٹر بن گیا۔ وہ دن ماں کے لیے شادیِ مرگ کی کیفیت کا دن تھا۔ اُسے زندگی کا حاصل مل گیا تھا۔ زیبا بھی اپنے لاڈلے بھائی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ڈاکٹر بن چکی تھی۔

زیبا زندگی کو اپنی ماں کی آنکھ سے دیکھتی اور ماں کی سوچوں سے سوچتی۔ زیبا کو ہر وقت فکر اپنی ماں اور بھائی کی رہتی۔ وہ اس جذبے کی قائل تھی کہ بیٹیاں، بہنیں تو

www.ahnafmedia.com

اپنی ماں اور بھائیوں پر قربان ہونے کے لیے ہوتی ہیں۔

رخشیندہ کی تربیت نے زیبا کو پابند صوم وصلاۃ بنا دیا تھا۔ اُس کا بھائی بھی اُس پر ہر وقت واری ہوتا تھا۔

زیبا سوچتی کہ ماں نے کتنے دکھ اور تکلیفیں سہی ہیں کاش ایسا نہ ہوتا اُسکے ابا زندہ ہوتے اور وہ اُسکے ناز اُٹھاتے لیکن قدرت کا لکھا کون ٹال سکتا ہے۔ اُسے یہ ادراک ہو چکا تھا کہ فطرت کی ہر شے مجبور ہے۔

ستم کے سلسلوں نے دراز ہی رہنا ہے لیکن رب کی رحمت سے مایوسی بھی تو کفر ہے ان خیالات کو جھٹک کر وہ خیالوں میں پریوں کے دیس پہنچ جاتی۔

کسی کا تو پتہ نہیں اُسے اتنا اندازہ ضرور تھا کہ اُس نے ہر گھڑی اپنے خالق کی اطاعت میں گزارنی ہے۔ پریوں کے دیس کی سیر اُس کے خیالوں کو اتنا پاکیزہ بنا دیتی کہ وہ خود کو بھی ایک پری ہی سمجھنے لگتی۔ ماں زیبا کا دل بہلاتی اور زمانے کے ساتھ کیسے سلوک کرنا ہے اور دُنیا کی کونسی بات کو پسِ پشت ڈال دینا ہے اور کس بات پر عمل کے لیے ہر وقت تیار رہنا ہے۔ اس لیے زیبا اپنی سوچ میں اتنا گم ہو جاتی۔ کہ وہ خود کو بھی فراموش کر دیتی پھر ماں اُسکو تسلی دیتی کہ دکھ اور سکھ تو زمانے کا حصہ ہیں۔

ماں کو تو یقین ہو چلا تھا کہ رب پاک نے اُس کی قسمت کتنی اچھی بنائی تھی۔ جواد کو ایک مقامی ہسپتال میں جاب مل گئی تھی۔ زیبا بھی بھائی کے ساتھ ہی اُسی ہسپتال میں ملازمت کرنے لگ گئی۔ اسی دوران جواد سپیشلائزیشن کرنے امریکہ چلا گیا۔

ماں نے اُسکے جانے سے پہلے جواد کی منگنی کر دی اور زیبا کی شادی بھی ایک ڈاکٹر سے ہو گی۔ وہ اپنے گھر ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگ گئی۔

جواد منزلیں طے کرتا ہوا امریکہ میں کامیابی حاصل کر کے جب لوٹا تو ماں کی

www.ahnafmedia.com

زندگی میں بہارِ جاوداں آگئی۔ جواد شہر کے سب سے بڑے ہسپتال میں کام کرنے لگا۔ دنوں میں اُسکی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔ رخشیندہ اب بیمار رہنے لگی تھی اُس نے جواد کو شادی کا کہا۔ منگنی پہلے ہی طے تھی۔ یوں شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ زیبا بھی ماں کا ہاتھ بٹانے کے لیے ماں کے گھر آگئی وہ ایک ننھی سے کلی کائنات کی ماں تھی۔

شادی کی شاپنگ اور دیگر تیاریوں میں وقت تیزی سے گزرتا گیا اور پھر وہ دن آپہنچا جب جواد گلے میں پھولوں کی مالا سجائے اپنی ماں کی خوشیوں میں رنگ بھرنے کے لیے بارات کے ساتھ دلہن کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔

بارات گاڑیوں کے قافلے میں اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی کہ اچانک دھماکے کی آواز سنائی دی اور اگلے دن کے اخبارات میں یہ خبر نمایاں تھی کہ کل شہر میں ہونے والے خودکش دھماکے کی زد میں ایک بارات بھی آگئی اور یوں دلہا اپنی ماں بہن اور دیگر عزیز و اقارب کے ساتھ اُس بم دھماکے میں ہلاک ہو گیا۔

صوبے کے وزیر اعلیٰ کا بیان بھی ساتھ چھپا تھا کہ مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ روشن راہوں کی مسافر رخشیندہ اپنی بیٹی، داماد، زیبا کی بیٹی اور جواد کے ساتھ ناکردہ جرم کی سزا میں ہلاک ہو کر اپنے پیارے رب کے حضور پیش ہو گئی۔

رخشیندہ کی روح ازل سے ابد تک کی طرح مطمئن ٹھہری لیکن جواد، زیبا وغیرہ کی روحیں بے چینی رہتی اور حیران تھیں کہ کس جرم کی سزا میں وہ اپنی طبعی موت سے پہلے ہی موت کے آنگن میں اُتر آئیں۔

قدرت کے اپنے اصول اور ضابطے ہوا کرتے ہیں۔ لاکھ کوشش کے باوجود جس کی جتنی زندگی تھی اُس نے اتنی ساعتیں گزار لیں لیکن اُن کی روحوں کی بے قراری ایسی تھی کہ اُن کی سمجھ سے بالاتر تھا کہ دل دماغ سوچیں گواہی دینے سے قاصر تھیں کہ ان معصوموں کا کیا قصور تھا؟

www.ahnafmedia.com

بے سہاروں کا اللہ سہارا

حافظ محمد سمیع اللہ

حدیث مبارک میں ایک عجیب واقعہ آتا ہے :ایک صحابی تھے بشیر رضی اللہ عنہ انہوں نے اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کی،اس وقت یہ بچے تھے ہجرت کر کے مدینہ آگئے۔اللہ کی شان دیکھئے کہ مدینہ میں ان کی والدہ فقت ہو گئیں،والد باقی رہ گئے کچھ عرصہ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جہاد کے لئے جانا ہوا تو ان کے والد بھی جہاد کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور شہادت کا شوق لے کر چلے گئے یہ پیچھے اکیلے تھے،ہمسائے کے گھر میں کچھ وقت گزار لیا کرتے،نہ ماں پاس تھی نہ باپ،ابھی عمر میں بہت چھوٹے تھے اللہ کی شان کے والد بھی جہاد میں شہید ہو گئے اب مسلمانوں کا لشکر جب واپس آنے لگا مدینہ کے لوگ اپنے اپنے عزیز و اقارب کے انتظار میں تھے یہ بچہ بھی مدینہ سے باہر نکلا اور اپنے باپ کے انتظار میں ایک چٹان پر بیٹھ گیا سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لے آئے مگر ان کا والد نہ آیا حتّٰی کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے ہیں مگر میرے والد نہیں آئے تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے والد کب واپس آئیں گے ؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھا، معصوم چہرہ پھر دل میں سوچا کہ اس کی ماں بھی نہیں اور باپ بھی جہاد میں شہید ہو گئے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اٹھا کر اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور فرمایا: بشیر! تو اپنے باپ کو یاد کر رہا ہے "کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ آج کے بعد میں تیرا باپ اور عائشہ تیری ماں بن جائیں ؟"بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اللہ نے میری مراد عطا فرمائی۔تو سوچیے کہ جو بے سہارا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو اس کا سہارا بنا دیا کرتے ہیں۔

www.ahnafmedia.com

اصحاب الاُخدُود کون تھے؟

مہتاب بشیر کشمیری

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح مسلم کی ایک حدیث میں منقول ہے اور وہ یہ کہ پچھلی کسی امت میں ایک بادشاہ تھا جو ایک جادوگر سے کام لیا کرتا تھا، جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ میرے پاس کوئی لڑکا بھیج دیا کرو جسے میں جادو سکھاؤں تاکہ میرے بعد وہ تمہارے کام آسکے، بادشاہ نے ایک لڑکے کو بادشاہ کے پاس بھیجنا شروع کر دیا، یہ لڑکا جب جادوگر کے پاس جاتا تو راستے میں ایک عبادت گذار شخص کے پاس سے گزرتا جو عیسی علیہ السلام کے اصلی دین پر تھا (ایسے شخص کو راہب کہتے تھے) اور توحید کا قائل تھا یہ لڑکا اس کے پاس بیٹھ جاتا اور اس کی باتیں سنتا تھا جو اچھی لگتی تھیں، ایک دن وہ جارہا تھا تو راستے میں ایک بڑا جانور نظر آیا جس نے لوگوں کا راستہ روکا ہوا تھا (بعض روایتوں میں آتا ہے کہ وہ جانور شیر تھا)

لڑکے نے ایک پتھر اٹھایا اور اللہ تعالی سے دعا کی کہ یا اللہ! اگر راہب کی باتیں آپ کو جادوگر کی باتوں سے زیادہ پسند ہے تو اس پتھر سے اس جانور کو مروا دیجئے، اب جو اس نے پتھر اس جانور کی طرف پھینکا تو جانور مر گیا، اور لوگوں کا راستہ کھل گیا، اس کے بعد لوگوں کو اندازہ ہوا کہ اس لڑکے کے پاس کوئی خاص علم ہے۔ چنانچہ ایک اندھے شخص نے درخوست کی کہ اس کی بینائی واپس آجائے، لڑکے نے اس سے کہا کہ شفاء دینے والا اللہ تعالی ہے اس لئے اگر تم وعدہ کرو کہ اللہ کی توحید پر ایمان لے آؤ گے تو میں تمہارے لئے اللہ سے دعا کروں گا، اس نے یہ شرط مان لی لڑکے نے دعا کی تو اللہ تعالی نے اس کی بینائی عطا کر دی، اور توحید پر ایمان لے آیا۔ ان واقعات کی خبر جب بادشاہ کو ہوئی تو اس نے اس نابینا کو بھی گرفتار کر لیا اور لڑکے اور راہب کو بھی، اور ان

www.ahnafmedia.com

سب کو توحید کے انکار پر مجبور کیا جب وہ نہ مانے تو اس نے اس نابینا شخص اور راہب کو تو آری سے چروادیا، اور لڑکے کے بارے میں اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ اسے کسی اونچے پہاڑ پر لے جاکر نیچے پھینک دیں، لیکن جب وہ لڑکے کو لے کر گئے تو اس نے اللہ تعالی سے دعا کی پہاڑ پر زلزلہ آگیا جس سے وہ لوگ مر گئے اور لڑکا زندہ رہا۔

پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اسی کشتی میں لے جاکر سمندر میں ڈبو دیا جائے، لڑکے نے پھر دعا کی، جس کے نتیجے میں کشتی الٹ گئی وہ سب ڈوب گئے اور لڑکا پھر سلامت رہا۔ بادشاہ جب عاجز آگیا لڑکے نے کہا اگر تم مجھے واقعی مارنا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ تم سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرکے مجھے سولی پر چڑھاؤ، اور اپنے ترکش سے تیر نکال کر کمان میں چڑھاؤ، اور کہو: اس اللہ کے نام پر جو اس لڑکے کا پروردگار ہے پھر تیر سے میرا نشانہ لگاؤ، بادشاہ نے ایسے ہی کیا اور تیر اس لڑکے کی کنپٹی پر جاکر لگا اور اس سے وہ شہید ہو گیا۔ لوگوں نے جب یہ نظارہ دیکھا تو بہت سے ایمان لے آئے، اس موقع پر بادشاہ نے ان کو سزا دینے کے لئے سڑکوں کے کنارے پر خندقیں کھدوا کر ان میں آگ بھڑکائی اور حکم دیا کہ جو کوئی دین حق کو نہ چھوڑے اسے ان خندقوں میں ڈال دیا جائے، چنانچہ اس طرح ایمان والوں کی ایک بڑی تعداد کو زندہ جلا دیا گیا۔

سنہرے موتی

جو عورت خود کو کچھ سمجھتی ہے، مرد کی نظر میں کچھ نہیں رہتی اور جو خود کو کچھ نہ سمجھے وہ مرد کی نظر میں بہت کچھ بہت بلکہ سب کچھ بن جاتی ہے۔

از: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

www.ahnafmedia.com

دشمنوں کو دعائیں دیتا رہا!

مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی

دشمن کو معاف کرنا، اسے سینے کے ساتھ لگانا اس کے بُرے عزائم کو بھول جانا اس کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آنا، اسے اپنا گرویدہ بنا دینا، اپنا مقصد اس کے سامنے رکھ کر اسے اس کی طرف قائل کرنا، اسے زندگی گزارنے کے سچے اور حقیقی اصول بتانا اسے دنیا میں بھی کامیابی کے راستے کی طرف لے کر جانا اور آخرت میں بھی کامیابی کے طور طریقے بتانا یہ اس عظیم ہستی کا کام تھا جنہیں اللہ پاک نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔

آج سے چودہ سو سال قبل ماہ ربیع الاول میں خاندان قریش میں ایک ایسے بچے کی ولادت باسعادت ہوئی جس نے ظلم و ستم کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کو چاک کر دیا، کفر و شرک کی طنابیں اکھاڑ پھینکیں، صنم خانوں کی بنیادیں ہلا دیں، سسکتی انسانیت کو نئی زندگی عطا کی، پریشان دل کو راحت و سکون بخشا اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراط مستقیم دکھلایا، اس عظیم ہستی کا نام نامی اسم گرامی محمد، ﷺ تھا۔ اللہ رب العزت نے آپ کو ساری دنیا کے لئے آئیڈیل بنا کر بھیجا تھا، ارشاد فرمایا: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (الاحزاب)

اے لوگو! میرے حبیب کا طریقہ ہی سب سے عمدہ ہے اسے اپنا لو کامیاب ہو جاؤ گے! فوز و فلاح کی ضمانت کے خواہاں ہو تو اسوہ نبی پر چلو! اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو کامل و مکمل بنا کر مبعوث فرمایا۔

اور آقا ﷺ نے تمام شعبہ ہائے حیات کی طرف اپنی امت کی مکمل رہنمائی کی، رحم و کرم، جود و سخا، ایثار و قربانی، معاملات و معاشرت، ایفا عہد و

www.ahnafmedia.com

پیاں، خوش اخلاقی و خوش گفتاری، سادگی و غمخواری، عجز و انکساری، انصاف و مساوات، صبر و قناعت اور عفو و تحمل کا وہ درس دیا جس کی نظیر رہتی دنیا تک کوئی پیش نہیں کر سکتا، آپ ﷺ نے اپنی زندگی اس انداز میں گزاری کہ دشمن بھی صادق وامین کالقب دینے لگا وہ بھی اپنی امانتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر کے اپنے آپ کو پر سکون محسوس کرتا تھا، آیئے رحمۃ للعالمین کے ساتھ پیش آنے والے چند دلسوز واقعات وحادثات پر نظر ڈالتے ہیں اور آپ ﷺ کا ردعمل بھی دیکھتے ہیں۔

کہ ان حالات میں نبی کریم ﷺ نے کیسے صبر و تحمل کا اظہار فرمایا اور دشمنوں کو بھی اپنے مبارک سینے کے ساتھ لگایا کیونکہ اصل طاقت برداشت کرنے میں ہے انتقام لینے میں نہیں، ہبار بن اسود کو بھی معاف فرمادیا۔

نور نظر، راحت قلب و جگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف ہجرت کر رہی تھیں، راستہ میں ہبار بن اسود نے حضرت زینب پر نیزہ اس شدت سے مارا کہ کجاوہ سے گر پڑیں جس کی وجہ سے ان کا حمل بھی ساقط ہو گیا اور اسی حادثہ ہی کہ وجہ سے اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

جب مشفق والد مکرم محسن امت محمد ﷺ تک یہ اندوہناک خبر پہنچی تو آپ شیشے کی طرح ٹوٹ کر بکھر گئے اس کے بعد جب جب حضرت زینب کی یاد آتی فطرت انسانی کے مطابق آپ غصہ سے تلملا اٹھتے لیکن جب قاتل ہبار بن اسود نے اسلام لایا اور انہوں نے آپ سے اپنی غلطی کے لئے معافی مانگی تو آپ نے فراخ دلی سے معاف کر دیا۔

وحشی بن حرب کو معافی:

ایک اور اسلامی تاریخ کا بدترین حادثہ سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی

www.ahnafmedia.com

شہادت ہے، وحشی بن حرب نے آپ ﷺ کے سب سے قریبی اور چہیتے چچا حضرت حمزہ کو شہید کر ڈالا تھا، یہی وحشی بن حرب جب مشرف باسلام ہوئے تو وہ اپنے وحشیانہ عمل کی معافی کے لئے دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ مجھے معاف کر دیا جائے۔

آپ ﷺ نے کہا: وحشی! پہلے بتاؤ! میرے چچا کو کس طرح تم نے شہید کیا تھا؟ جب وحشی نے واقعہ سنایا تو آپ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا پھر فرمایا: وحشی تمہارا قصور معاف ہے لیکن تم میرے سامنے نہ آیا کرو، تمہیں دیکھ کر میرے پیارے چچا جان یاد آجاتے ہیں۔

پتھروں کی بارش میں رحمت کی برسات :

طائف کی سنگلاخ زمیں میں آپ ﷺ دین اسلام کے پھول کھلانے کے لئے گئے تو مشرکین و کفار نے پاگل کہہ کر آپ کے اوپر اتنے پتھر برسائے کہ جوتیاں خون سے تر بتر ہو گئیں اور پیروں سے چپکنے لگیں، آپ کے لئے چلنا دشوار ہو رہا تھا بالاخر پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! اگر حکم ہو تو ان دونوں پہاڑوں کو ملا دوں اور ان ناہنجاروں کو، ان نالائقوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دوں، آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے ان کی آئندہ نسلوں میں ایسے افراد پیدا ہوں گے جو خالص اللہ کی عبادت کریں گے، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

(بخاری و مسلم)

جادو کرنے والا اور زہر دینے والی

لبید بن اعصم نے آپ ﷺ پر جادو سے حملہ کیا، وحی کے ذریعہ سے آپ کو اللہ نے سب کچھ بتلا دیا مگر آپ نے اس کی گرفت نہیں کی، اسی طرح خیبر میں زینب

www.ahnafmedia.com

نامی ایک یہودیہ نے آپ کو زہر دیکر مارنے کی کوشش کی مگر آپ نے اس سے انتقام نہیں لیا۔ کسی نے کیا خوب کہا کہ برداشت بزدلی نہیں بلکہ زندگی کا ایک اہم اصول ہے جس دل میں قوتِ برداشت ہے وہ کبھی ہار نہیں سکتا۔

فتح مکہ کا دن اور درگزر کا بے مثال کارنامہ :

فتح مکہ کا دن ہے، آج وہ سارے مجرمین آپ کے سامنے سرنگوں ہیں جنہوں نے آپ کو، آپ کے اہل خانہ کو، صحابہ کرام کو اور کمزور مسلمانوں پر ظلم وستم ڈھائے تھے، وہ ابوسفیان بھی ہے جس نے غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق کی لڑائیوں میں کفار ومشرکین کی قیادت کی تھی، اور نہ جانے آپ ﷺ کو کتنے دفعہ تہہ تیغ کرنے کی ناکام کوشش کی تھی، آپ چاہتے تو ایک ایک مجرم سے چن چن کر ان کے گناہوں کو گنا گنا کر بدلہ لے سکتے تھے، کوئی روکنے ٹوکنے والا نہ تھا، اگر چاہتے تو مکہ کی گلیوں میں خون کی ندیاں بہا دیتے، کھوپڑیوں کے مینار لگا دیتے، مگر قربان جایئے آپ نے فرمایا: جاؤ! آج تم سب آزاد ہو، آج کسی سے کسی طرح کا بدلہ نہیں لیا جائے گا، جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا آج اس کو بھی امن، جو ہتھیار ڈالے گا اس کو بھی امن اور جو دروازہ بند کرلے گا اس کو بھی امن ہے (مسلم شریف)

غرض کونین میں اس جسمِ اطہر کا نہیں ثانی
سراپا صرف تھے وہ مظہرِ آیاتِ قرآنی
کوئی ان سے حسیں شے ہو تو تشبیہ اس سے دیدیں ہم
دوعالم سے نرالے جب ہیں کامل سرورِ دوعالم ﷺ

ان تمام واقعات وحادثات کو دیکھیں کس طرح آپ میں عفو وتحمل کی قوت تھی، دنیا میں کون ہے جو اپنی لاڈلی بیٹی کے قاتل کو فراخدلی سے معاف کردے؟ کون

www.ahnafmedia.com

ہے جو شیر اسلام اور اپنے مشفق چچا کے خونی کو در گزر کر دے ؟ کون ہے جو پتھروں سے مار مار کر لہولہان کرنے والوں کو بخش دے ؟

کون ہے جو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے زہر دینے والے سے انتقام نہ لے ؟ کون ہے جو ہلاک کرنے کی کوشش کرنے والے کو اف تک نہ کہے ؟ کون ہے جو دشمن سے آسانی کے ساتھ بدلہ لینے کی طاقت و قدرت کے باوجود بدلہ نہ لے ؟ آپ ﷺ نے عفو و تحمل کا وہ نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا کہ آج تک اس جہاں میں بسنے والے اعلی سے اعلی فرد بھی پیش نہ کر سکا اور نہ کر سکے گا۔

آپ نے فرمانِ خداوندی کے اس قول پر مضبوطی سے عمل کر کے دکھایا

معاف کرنے کی عادت اپناؤ، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ نہ لگاؤ (الاعراف)

یہ آیت مبارکہ جب نازل ہوئی تو آپ نے حضرت جبرئیل سے اس آیت کی وضاحت چاہی، انہوں نے کہا: آپ کو بہترین اخلاق عطا کئے گئے ہیں، جو آپ سے قطع تعلق کرے اسے جوڑیں، جو آپ پر ظلم کرے اسے معاف کر دیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی کسی کو سزا نہیں دی، لیکن جب اللہ کے حدود کو کوئی توڑتا تو آپ اس کو اللہ تعالی کے فرمان کی وجہ سے سزا دیتے تھے۔

(بخاری شریف)

نبی پاک ﷺ کی شان میں اللہ پاک نے قرآن پاک کو نازل فرمایا ہم تو اگر اس مبارک ہستی پہ لکھنا شروع کر دیں تو اس کے لیے عمرِ نوح و حضر بھی ناکافی ہے۔

قارئین کرام: ہم غلامان محمد ﷺ کو چاہئے کہ اپنے اندر وہ تمام صفات پیدا کریں جو محبوب ﷺ میں تھیں خصوصا قوت عفو و تحمل اور اخلاق حسنہ کہ یہ بہت بڑی نعمت ہے اور آپ ﷺ کی بہترین سنت ہے۔

www.ahnafmedia.com

وقت اور دولت

اہلیہ مفتی شبیر احمد حنفی

بادشاہ نے اعلان کیا کہ جو شخص جھوٹ بولتے ہوئے پکڑا گیا اس کو پانچ دینار جرمانہ ہو گا، ادھر بادشاہ اور وزیر بھیس بدل کر شہر میں گھومنے لگے، جب تھک گئے تو آرام کرنے کی غرض سے ایک تاجر کے پاس ٹھہرے، اس نے دونوں کو چائے پلائی۔

بادشاہ نے تاجر سے پوچھا: تمہاری عمر کتنی ہے؟ تاجر نے کہا "20 سال۔ تمہارے پاس دولت کتنی ہے؟ تاجر نے کہا: 70 ہزار دینار" بادشاہ نے پوچھا: تمہارے بچے کتنے ہیں؟ تاجر نے جواب دیا: "ایک"

واپس آکر انہوں نے سرکاری دفتر میں تاجر کے کوائف اور جائیداد کی پڑتال کی تو اس کے بیان سے مختلف تھی، بادشاہ نے تاجر کو دربار میں طلب کیا اور وہی تین سوالات دُہرائے۔ تاجر نے وہی جوابات دیے۔

بادشاہ نے وزیر سے کہا": اس پر پندرہ دینار جرمانہ عائد کر دو اور سرکاری خزانے میں جمع کرادو، کیونکہ اس نے تین جھوٹ بولے ہیں، سرکاری کاغذات میں اس کی عمر 35 سال ہے، اس کے پاس 70 ہزار دینار سے زیادہ رقم ہے، اور اس کے پانچ لڑکے ہیں۔"

تاجر نے کہا: زندگی کے 20 سال ہی نیکی اور ایمان داری سے گزرے ہیں، اسی کو میں اپنی عمر سمجھتا ہوں اور زندگی میں 70 ہزار دینار میں نے ایک مسجد کی تعمیر میں خرچ کیے ہیں، اس کو اپنی دولت سمجھتا ہوں اور چار بچے نالائق اور بد اخلاق ہیں، ایک بچہ اچھا ہے، اسی کو میں اپنا بچہ سمجھتا ہوں۔" یہ سُن کر بادشاہ نے جرمانے کا حکم واپس لے لیا اور تاجر سے کہا": ہم تمہارے جواب سے خوش ہوئے ہیں۔

www.ahnafmedia.com

والدین کے فرماں بردار بنیں!

بنت عطاء البصیر، کبیر والا

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان کے اندر ایک حدیث ذکر فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس شخص کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک مر جائے اور وہ شخص ان کی نافرمانی کرنے والا ہو تو اگر وہ ان کے لیے ہمیشہ دعائیں اور مغفرت طلب کرتا رہے تو وہ شخص فرماں برداروں میں شمار ہو گا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر انعام واحسان اور لطف وکرم ہے کہ والدین کی زندگی میں بسا اوقات ناگوار امور پیش آجانے سے دلوں میں میل آجاتا ہے۔ والدین ایسی ہستیاں ہیں کہ ان کے احسانات یاد کیے جائیں تو بعد میں زندگی بھر پچھتاوا ہی رہتا ہے۔ اس کیفیت کو کم کرنے کے لیے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اصول دیا ہے کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کرتا رہے۔ اللہ جل شانہ اپنے فضل سے اس کو والدین کا فرمانبرادلکھ دیتا ہے۔

ہم ایصال ثواب کے قائل ہیں۔ کہ آدمی عمل خود کرے اور اس کا ثواب خود بھی لے اور جس کے لیے اس ثواب کو پہنچانے کی نیت کرے اللہ اسے بھی عطا فرماتے ہیں۔ ہمیں سب اعزہ واقارب اور عامۃ المسلمین کے لیے ایصال ثواب کرنا چاہیے۔ لیکن بالخصوص والدین کا حق تو باقی سب سے بڑھ کر ہے۔

کس قدر قساوت قلبی کی بات ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو حاصل کرنے میں سستی کرتے ہیں۔ یہ اس ذات کا خاص فضل ہے کہ وقت ہاتھ سے نکل جانے کے بعد بھی اس کے لطف وکرم کے دروازے بند نہیں ہوتے۔ اللہ ہمیں والدین کا فرمانبرادبنائے۔

www.ahnafmedia.com

انسان اور جانور میں فرق

نسیم ارباب

شہر کے ایک گنجان آباد کے ایک باغ میں درخت کی ٹہنی پر چڑیا اور چڑا بیٹھے تھے.....

اچانک چڑیا نے چڑے سے سوال کیا.... آج کا انسان اتنا پریشان حال کیوں ہے.....؟

چڑے نے جواب دیا: تلاش رزق میں ۔

چڑیا بولی... رزق کی تلاش میں تو ہم بھی رہتے ہیں

مگر پریشان نہیں ہوتے

چڑا بولا... دراصل ہم اللہ تعالی پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ اس نے ہمیں پیدا کیا ہے.... اس لئے وہی ہمیں رزق بھی دے گا۔

لیکن انسان اپنے آپ پر بھروسہ رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ جو ہمیں ملتا ہے... ہم صبر شکر کر کے کھا لیتے ہیں

جبکہ انسان زیادہ سے زیادہ کی حرص میں مبتلا رہتا ہے اس لئے پریشان ہوتا ہے۔

چڑیا فورا بولی:

اللہ سبحانہ وتعالی کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ ہم انسان نہیں ہیں۔

انسان کو توکل سے زندگی گزارنی چاہیے۔ توکل کا معنی ہے کہ اسباب اختیار کر کے اس کا نتیجہ اللہ کے سپرد کر دے۔ کیونکہ رزق، مال اور اولاد بلکہ سب کچھ اللہ ہی عطا کرنے والا ہے۔

www.ahnafmedia.com

زبان کے چند بڑے گناہ

معظمہ کنول

جھوٹ بولنا	غیبت کرنا
وعدہ خلافی	زیادہ مذاق کرنا
بداخلاقی	لوگوں کو بدنام کرنا
بے عزتی کرنا	تہمت لگانا
طعنے دینا	حکم ناحق کرنا
بے جا سرزنش کرنا	کسی کا مذاق اڑانا
ناامید کرنا	دکھاوے کی گفتگو کرنا
برائی کا حکم دینا	دل آزاری کرنا
نیکی سے روکنا	جھوٹی گواہی دینا
بغیر تحقیق کے خبر دینا	افواہیں پھیلانا
مومن (مسلمان) کو رنجیدہ کرنا	قسم کھانا
فحش گوئی	سخت کلامی
نکتہ چینی	الٹے نام سے پکارنا
نامحرم کے ساتھ بلاوجہ گفتگو کرنا	چاپلوسی اور خوشامد
بے جا واویلا کرنا	عیب گوئی
حسد اور بخل کا اظہار کرنا	بہانہ جوئی و مکارانہ گفتگو کرنا
مسائل دینی میں ردوبدل کرنا	لوگوں کے رازوں کو فاش کرنا

www.ahnafmedia.com

ماہنامہ بنات اہلسنت ملنے کے پتے

ایجنسی ہولڈرز	علاقہ	فون نمبرز
دارالایمان	کراچی	03342028787
قاری عبدالوکیل عزیزی	سیالکوٹ	03338639255
مولانا محمد دلاور	اوکاڑہ	03136969193
مولانا عبداللہ قمر	قصور	03008091899
مولانا عبداللہ شہزاد	حافظ آباد	03212374824
محمد رئیس	ٹانک	03319143483
مولانا خالد زبیر	لاہور	03153759031
مولانا خالد زبیر	چکوال	03335912502
مولانا غلام مرتضیٰ	فورٹ عباس	03052475330
مولانا محمد صدیق	ڈیرہ غازی خان	03356351893
مولانا محمد قاسم	ملتان	03007408019
قاضی اسرائیل گڑنگی	مانسہرہ	03023501755
مولانا طارق حسین	پشاور	03219192406
مولانا امان اللہ حنفی	سرگودھا	03067800751
مولانا محمد اختر	کبیر والا	03336228425
ذوالقرنین	ڈیرہ اسماعیل خان	03343682508

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808

www.ahnafmedia.com